9 سماجی اصول کی خلاف ورزی، نوعمر بدراہی (بچہ جرم) اور نوجوانوں کا اضطراب

تمہید

عزیز طلبہ، 8 ویں سبق میں آپ نے پنچایتی راج کے سہ سطحی ڈھانچے کے بارے میں معلومات حاصل کی۔ پنچایتی راج کے موثر عمل کے لیے تینوں ہی سطح میں ممبران کا وفادارانہ کردار ادا کرنا لازمی ہے۔ ممبران اپنے درجات کے مطابق کردار ٹھیک طور سے ادا کرسکیں اس لیے اصول وضوابط کا ڈھانچہ تیار کیا گیا ہے۔ اصول وضوابط کا یہ ڈھانچہ فرد کو اپنا کردار نبھانے میں رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ جب کوئی ممبر اِس ڈھانچے میں دئے ہوئے اصول وضوابط کی خلاف ورزی کرتا ہے تب خلاف ورزی کی صورت پیدا ہوجاتی ہے۔ عزیز طلبہ، اِس سبق میں ہم اصول وضوابط کی خلاف ورزی کسے کہتے ہیں اور اُس کی خصوصیات کیا ہیں اِس سے متعلق علم حاصل کر کے نوعمر بدراہی (بچّہ جُرم) اور نوجوانوں کے اضطراب پر بحث کریں گے۔

سماج میں رائج اصولوں کے لیے عمرانیات میں ''سماجی اصول وضوابط'' لفظ کا استعمال کیا جاتا ہے۔ سماجی اصول ہمہ گیرطور پر دُنیا کے تمام سماجوں میں پائے جاتے ہیں۔ کسی بھی سماج کے سماجی نظم کی بقا کا انحصار سماجی اصول ہیں۔ یہ اصول ہی سماج کے افراد کو عمل کے لیے رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ سماجی اصول سماج کے نظام کی بنیاد ہیں اور سماج کا نظام اصولوں پر تعمیر کی ہوئی عمارت ہے۔ عزیز طلبہ، تصور کیجیے کہ آپ جس اسکول میں پڑھ رہے ہیں، اُس اسکول کے کوئی اصول ہی نہ ہوں تو اسکول کا وجود باقی رہ سکتا ہے؟ سماج کے اصول کے ذریعے سماج کے افراد کے رویہ کو قابو کر کے یکجہتی، اتحاد اور تسلسل برقرار رہے اِس کے لیے کوشش کرتے ہیں۔ ایسی کوششیں سماج میں اجتماعی زندگی کا ماحول پیدا کرتی ہیں اور سماجی تعلقات پیدا کرنے اور فرد کی ضرورتیں مہیا کرنے میں مددگار ہو ایسا برتاؤ کرنے کے لیے ترغیب دِلاتے ہیں۔

سماجی اصولوں پر عمل درآمد ہونے کے سلسلے میں سماج میں دو طرح کے کردار نظر آتے ہیں :

(1) اصول کے مطابق کردار (اصول سے مطابقت)

(2) اصول کے خلاف کردار (خلاف ورزی یا سماجی غیر راہ روی)

ہر سماج کے اپنے خود کے اصول ہوتے ہیں۔ اِن اصولوں میں لوگوں کے طور طریقے، رواج، قدریں، ٹرافِک کے ضوابط اور حکومت کے بنائے ہوئے قانون وغیرہ شامل ہیں۔ ہر سماج کے افراد اپنے سماج میں مروّجہ سماجی اصولوں کو تسلیم کر کے، اصولوں کی حد میں رہ کر، اُس کے مطابق اپنا رویّہ اور عمل کا اہتمام کریں تب اُسے اُصول کے مطابق کردار کہیں گے۔ سماج کے تمام افراد کا رویہ ہمیشہ اصولوں کے مطابق ہی ہو یا اختیار کریں ایسا نظر نہیں آتا۔ سماج کے کچھ افراد سے کبھی جانے انجانے میں اصولوں کے خلاف برتاؤ ہوجاتا ہے۔ ایسا سماجی اصولوں کے خلاف برتاؤ کا مطلب ہے سماجی اصولوں کی خلاف ورزی یا سماجی غیر راہ روی۔ اگر سماج میں اصولوں کی خلاف ورزی کی مقدار اور تناسب میں اضافہ ہوجائے تو وہ سماج کے لیے چیلنج اور مسئلہ بنتا ہے۔ سماج کی یکجہتی اور اتحاد خطرہ میں پڑ جاتے ہیں۔ اس لیے عمرانیات میں سماجی خلاف ورزی کے کردار کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔

سماجی اصول کی خلاف ورزی کردار کی تعریف

ہورٹن اور ہنٹ - ''سماجی اصولوں کی پیروی کرنے میں کوئی بھی ناکامی کا مطلب ہے سماجی اصولوں کی خلاف ورزی۔''

مارشل کلینارڈ -''سماج کے ناقابلِ قبول یا ممنوعہ سمت پر سماج کے افراد کا سماجی برتاؤ برداشت کی حد سے باہر ہوجائے اُسے سماجی اصولوں کی خلاف ورزی کہتے ہیں۔''

ماہر سماجیات رَوبرٹ مَرٹَن کے مطابق سماج کے تسلیم شدہ اصولوں کے خلاف فرد کے کردار کا مطلب ہے سماجی اصولوں کی خلاف ورزی۔ مَرٹَن نے خلاف ورزی کے نظریے کو مزید واضح کرنے کے لیے اِے نَومی نظریہ پیش کیا تھا۔ جب کہ ہاوَرڈ بیکر خلاف ورزی کو سماج کے تسلیم شدہ اصولوں کی خلاف ورزی کہتا ہے۔ مختصر یہ کہ سماجی اصولوں کی خلاف ورزی کا کردار یعنی سماج کے بنائے ہوئے یا قائم کردہ اصولوں کے خلاف کردار یا اصولوں کی خلاف ورزی کرنے والا کردار۔

سماجی نظام کی حفاظت کے لیے دو قسم کے اصول پائے جاتے ہیں : (1) مثبت اُصول یعنی کہ فرد کو کیسا کردار ادا کرنا چاہیے اُس پر روشنی ڈالنے والے اصول۔ مثلاً، بزرگوں کی عزت کرنا اور (2) منفی اصول یعنی فرد کس طرح کا کردار ادا نہ کرے اس کی وضاحت کرنے والے اصول۔ مثلاً، چوری نہ کرنا۔

مختصراً یہ کہا جاسکتا ہے کہ سماجی اصول فرد کا کون سا کردار مناسب ہے یا کون سا کردار نامناسب ہے، کون سا کردار درست ہے یا کون سا کردار نادرست ہے

اس کے بارے میں وضاحت کر دیتے ہیں۔ سماجی اصول بنانے میں فرد اور سماج دونوں ایک دوسرے سے مضبوطی سے جڑے ہوئے ہیں۔ یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ جن اصولوں کو سماج کی یا گروہ کی حمایت حاصل ہوجاتی ہے، اُنہیں اُصولوں کو سماجی اصول کہا جاسکتا ہے۔ تمام قسم کے اصولوں کو ہم سماجی اصول نہیں کہہ سکتے۔ سماج کے بنائے ہوئے اِن اصولوں کی تعمیل کر کے فرد سماجی نظام کے تحفظ میں مدد کرتا ہے۔

سماجی اصول کی خلاف ورزی کردار کے بارے میں اِس ابتدائی معلومات حاصل کرنے کے بعد اب ہم اُس کی خصوصیات کا تعارف حاصل کریں۔

سماجی اصول کی خلاف ورزی کردار کی خصوصیات :

(1) سماجی اصول کی خلاف ورزی کردار ایک کرداری واقعہ ہے :

سماج میں مروّجہ اصول فرد کے کردار میں ظاہر ہوتے ہیں۔ اصولوں کے تحت ہی فرد سماج میں اپنا کردار ادا کرتا ہے۔ اِس معنی میں اصولوں سے مطابقت اور اصولوں کی خلاف ورزی کرداری واقعہ ہے۔

(2) سماجی اصولوں کی خلاف ورزی کردار ہمہ گیر واقعہ ہے :

دُنیا کا کوئی بھی سماج - بھلے ہی وہ سادہ پسند سماج ہو یا ترقی یافتہ سماج ہو، اُس میں کم وبیش مقدار میں خلاف ورزی کردار پایا جاتا ہے۔ عموماً، سماج کا ہر فرد اصول کی تعمیل کر کے کردار ادا کرے یہ مطلوب ہے، مگر ہمیشہ سماج کے تمام افراد کے لیے ہر صورت حال میں اصولوں کی تعمیل کرنا ممکن نہیں ہوسکتا اور اِس لیے ہی خلاف ورزی کردار کا واقعہ پیدا ہوتا ہے۔ اِس معنی میں سماجی اصولوں کی خلاف ورزی کردار کا ایک ہمہ گیر واقعہ ہے ایسا کہہ سکتے ہیں۔

(3) سماجی اصولوں کی خلاف ورزی کردار نسبتی ہے :

سماجی اصولوں کی خلاف ورزی کا کردار موصولی ہے۔ ایک سماج میں جو کردار خلاف ورزی مانا جاتا ہو وہ کردار دیگر سماج میں خلاف ورزی کا کردار نہ بھی ہو۔ مثلاً، گجرات میں شراب نوشی اصولوں کی خلاف ورزی نسبتی ہے، جب کہ مہاراشٹر میں اسے خلاف ورزی کردار نہیں مانا جاتا۔ کسی بھی سماج کے اصولوں کو اُس سماج کی ثقافت اور قدروں سے براہِ راست تعلق ہوتا ہے۔ قدریں اور ثقافت میں فرق ہونے کی وجہ سے اُس سماج کے اصول دوسرے سماج سے مختلف ہوں یہ سمجھ میں آنے والی بات ہے۔ اِس معنی میں سماجی اصولوں کی خلاف ورزی کردار نسبتی ہے۔

(4) سماجی اصولوں کی خلاف ورزی کردار میں تنوع :

برادری، ذات پات، مذہب، گاؤں، شہر کے تنوع والے بھارتی سماج میں اصولوں میں تنوع پایا جاتا ہے۔ اصولوں کا یہ تنوع اصولوں کی خلاف ورزی کردار کے امکانات بڑھا دیتا ہے۔ اِس لیے اصولوں کی خلاف ورزی کردار کے ساتھ تحمّل کردار کی حد کو سمجھنا بھی ضروری ہے۔ اِس نظریہ کے مطابق جب تک سماج کے افراد اصولوں کی قابلِ تحمّل حد میں رہ کر برتاؤ کرتے ہیں تب تک وہ کردار اصولوں کی خلاف ورزی کردار نہیں مانا جاتا، مگر جب فرد یا گروہ سماج کی مقرّرہ تحمّل کی حد کو پار کرتے ہیں تب وہ سماج کے مقصد کے حصول کے لیے چیلنج بن جاتے ہیں۔ اِس لیے فرد یا گروہ کا ایسا کردار اصولوں کی خلاف ورزی کا کردار بنتا ہے۔

(5) سماجی اصولوں کی خلاف ورزی کردار سماجی توقّعات کے برخلاف عمل ہے :

ہر سماج اپنی بقا کے لیے، فرد کے کردار پر قابو پانے کے لیے سماجی اصول بناتا ہے۔ اِس لیے فطری طور سے سماجی اصولوں کے ساتھ سماجی توقّعات وابستہ ہیں۔ سماجی نظام کی حفاظت کے لیے، سماجی ہم آہنگی برقرار رکھنے کے لیے، اور سماجی مقاصد آسانی سے حاصل ہوسکیں اس لیے سماج اپنے افراد سے اصولوں کے مطابق کردار کی توقّع رکھتا ہے۔ سماج کی اِس توقّع کے برخلاف کردار سماجی اصولوں کی خلاف ورزی کردار کہلاتا ہے۔

(6) سماجی اصولوں کی خلاف ورزی ناگوار سماجی کردار ہے :

فرد یا گروہ کے جس کردار سے سماجی نظم بگڑے ایسی حالت سماج کی اکثریت کے لیے ہمیشہ ناگوار ہوتی ہے۔ قومی فساد، نکسل واد، نشہ آور چیزوں کی نقل وحرکت جیسی کئی صورت حال اکثر لوگوں کے لیے ناگوار ہوتی ہیں۔ اصولوں کی خلاف ورزی کردار سے پیدا ہونے والی لاقانونیت کی طرف وہ ناراضی کا اظہار کرتے ہیں۔ اِس طرح اگر دیکھیں تو سماجی اصولوں کی خلاف ورزی کردار ناگوار سماجی کردار ہے۔

کسی بھی سماج کے فرد کی اصولوں کی خلاف ورزی کردار کے لیے کئی عوامل ذمّہ دار ہوتے ہیں۔ کمزور سماج کاری، اصولوں پر کمزور عمل، کمزور طریقہ سزا، اصولوں کی غیر واضح اشاعت، رشوت خور انتظامیہ، اصولوں کے درمیان ہم آہنگی کی کمی، دفاعی تدابیر اور ماس میڈیا جیسے عوامل اصولی خلاف ورزی کردار کی صورت پیدا

کرنے میں ذمہ دار ہوتے ہیں۔ عام صورت میں سماجی اصولوں کی خلاف ورزی کردار سماج کے لیے نقصان دہ ہوتا ہے، جب یہ مانا جاتا ہے تب یہ بات قابلِ غور ہے کہ اصولوں کی خلاف ورزی کردار کا واقعہ کبھی سماج میں تبدیلی پیدا کر کے سماج کے لیے فائدہ مند بھی ثابت ہوتا ہے۔ سماج میں مروّج کئی اصول کہ جو سماج کی بہبود میں رُکاوٹ بن کر سماج میں جمود پھیلاتے ہوں تب اُن اصولوں کی خلاف ورزی کا کردار سماج کے لیے تعمیری کردار بھی ادا کرتا ہے۔ مثلاً، راجہ رام موہن رائے کی ستی کے رواج کی مخالفت یا گاندھی جی کی داندی کوُچ۔ اِس طرح سماجی اصولوں کی خلاف ورزی کا کردار کا واقعہ تخریبی اور تعمیری دونوں شکل میں پایا جاتا ہے۔

اصولوں کی خلاف ورزی کردار میں مجرِمانہ کردار اور سماج مخالف کردار- یہ دونوں شامل ہیں۔ سماج میں کوئی فرد یا گروہ حکومت کے بنائے ہوئے قانون کی خلاف ورزی کرتا ہے تب اُسے جُرم قرار دیا جاتا ہے۔ مثلاً، 1961 میں بنائے گئے جہیز کی ممانعت کے قانون کے خلاف کردار۔ حالانکہ جُرم کی تعریف وقت کے ساتھ ساتھ بدلتی رہتی ہے۔ کسی ایک کردار کے لیے کسی وقت پر قانون بنایا جائے تب قانون بننے سے پہلے کے کردار کو جُرم قرار نہیں دیا جاسکتا؛ لیکن قانون بن جانے کے بعد اُسے جرم کہا جاتا ہے۔ مثلاً، 2005 کا گھریلو ہِنسا قانون، جب فرد یا گروہ سماج میں مروّجہ لوگوں کے طریقے، رواج، روایات جیسے اصولوں کی خلاف ورزی کرتا ہے تب فرد یا گروہ کے اِس کردار کو سماج مخالف کردار شمار کرسکتے ہیں۔ مثلاً، الگ الگ ذات یا الگ الگ مذہب کے افراد کے درمیان شادی۔

عزیز طلبہ، اصولوں کی خلاف ورزی کردار کو سمجھنے کے بعد اب ہم نوعمر بدراہی کے بارے میں معلومات حاصل کریں گے۔

نوعمر بدراہی (بچّہ جُرم) :

انسانی زندگی کے ابتدائی دور سے ہی بچّہ سماج کے اصول، قدریں جیسی ثقافتی چیزوں کو زندگی میں اُتارنے کے لیے کوشاں ہوتا ہے۔ خصوصاً دوسرے کی نقل کر کے سیکھ کر مستقبل کی زندگی میں باشعور فرد کی حیثیت سے کردار نبھانے کے لیے تیار ہوتا ہے۔ عہدِ طفلی میں بچہ لاعلم، ناسمجھ اور چنچل ہوتا ہے، اِس عمر میں سماج یا قانون کے اصول کی خلاف ورزی کردار نظر آئے تب ایسے کردار والے بچے کا کردار نوعمر بدراہی (بچہ جرم) کے بارے میں سوچنے پر آمادہ کرتے ہیں۔

نوعمر بدراہی (بچہ جرم) کو انگریزی میں 'Juvenile Deliquancy' کہا جاتا ہے۔ نوعمر بدراہی (بچہ جرم) کا تصور عمر سے وابسطہ ہے۔ عام طور سے 7 سے 18 سال کے درمیان کی عمر والے فرد کے غیر قانونی کردار کو 'نوعمر بدراہی' (بچہ جرم) کے نام سے اور ایسا غیر قانونی کردار کرنے والے بچہ کو 'نوعمر بدراہ روٗ' (بچہ مجرم) کہا جاتا ہے۔ سماج میں نظر آتی اور بڑھتی ہوئی نوعمر بدراہی کے پھیلنے کی وجہ سے ماہرینِ سماجیات اور ماہرینِ بشریات کی توجہ اس طرف مرکوز ہوئی ہے۔ موجودہ زمانے میں بھارت میں نوعمر بدراہی کے بڑھتے ہوئے تناسب سے اور اُس کی عمر کو سامنے رکھتے ہوئے پارلیمنٹ نے ایک قانون منظور کیا جس کے مطابق جوُوینائل جسٹس ایکٹ کی دفع (12)2 ''بچہ سے مراد جن کی عمر 18 سال تک ہو'' اِس عمر تک کے بچّے سے جب اصول کی خلاف ورزی کردار ہو تب اُسے نوعمر بدراہی (بچہ جرم) اور ایسا کردار کرنے والا بچہ کو نوعمر بدراہ رو (بچہ مجرم) کہتے ہیں۔

نوعمر بدراہی (بچّہ جرم) کی تعریف

اصطلاحی لغت – سماجیات : ''وسیع معنی میں نوعمر بدراہی ایک عمر سے نیچے کی عمر کے بچوں اور نابالغ بچوں کے ایسے سماج مخالف کردار کی نشاندہی کرتا ہے کہ جو واضح طور پر قانون سے ممنوع کیے گئے ہوں یا قانون میں جس عمل کے معنی جرم مان کر اُس کے خلاف کچھ مستند اقدام متعین کیے گئے ہوں ایسے عمل۔''

ڈاکٹر ہنسا سیٹھ – ''سماجیاتی تحقیق میں 'نوعمر بدراہ روٗ' (بچہ مجرم) لفظ صرف ایسے بچوں کی طرف نشان دہی کرتا ہے کہ جن بچوں کے خلاف پولس افسران نے یا عدالتی حُکّام نے مستند طور پر کوئی اقدام کیے ہوتے ہیں۔''

سیٹھنا – '''نوعمر بدراہی' اس علاقے کے قانون کے ذریعہ اصطلاحی طور پر کم عمر بچوں کے ذریعہ کیا جانے والا بے راہ روی کردار ہے۔''

مختصراً بچوں کے کیے گئے ایسے کردار کہ جو سماج کے سماجی اور ثقافتی ڈھانچے کے مخالف ہو اور پورے سماج کو توڑنے کے لیے ذمہ دار ہو کا مطلب ہے 'نوعمر بدراہی' (بچہ جرم) اور ایسا جرم کرنے والا بچہ کا مطلب ہے 'نوعمر بدراہ روٗ (بچّہ مجرم)۔''

نوعمر بدراہ روی کی وجوہات

عام طور پر کسی ایک واقعہ کے لیے ایک ہی وجہ ذمّہ دار ہو ایسا نہیں ہوتا۔ یہ حقیقت نوعمر بدراہی کے لیے بھی اسی طرح صحیح ثابت ہوئی ہے۔ نوعمر بدراہی کے

لیے نظر آتی کئی وجوہات کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ سبھی وجوہات ایک دوسرے کے ساتھ اِس طرح جڑی ہوئی ہیں کہ اُن کو الگ الگ طور سے بیان کرنا مشکل ہے۔ نوعمر بدراہی کے لیے ذمہ دار وجوہات کو ہم دو بڑے حصّوں میں تقسیم کر سکتے ہیں :

(1) سماجی اور معاشی وجوہات :

بچوں کی اصولوں کی خلاف ورزی کے کردار کے لیے سماجی-معاشی وجوہات کا کافی اثر دکھائی دیتا ہے۔ سماجی-معاشی وجوہات میں خاندان، اسکول، ہم عمر گروہ، ربطی ذرائع وغیرہ شامل ہیں۔ یہاں ہم اِن وجوہات کی تفصیلی سمجھ حاصل کریں گے۔

(1) خاندان :

خاندان سماج کاری کرنے والی بنیادی اِکائی ہے۔ ماں باپ اور بچوں کے درمیان ناقص تعلقات، خاندان کا قد، ماں باپ کے ذریعہ بچوں کے عمل پر نگرانی کے لیے استعمال کیے جانے والا طریقہ کار، خاندان کی تعلیم، خاندان کا سماجی-معاشی حالات جیسے کئی عوامل بچہ کی سماج کاری پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ خاندان کی طرف سے جو پیار، شفقت اور گرم جوشی سے بچہ کی جسمانی-نفسیاتی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں، اِن ضرورتوں کی تسکین بچّہ میں سماجی-نفسیاتی تحفّظ کا جذبہ پیدا کرتی ہیں۔ اگر خاندان میں عہدِ طفلی میں بیوی-شوہر کے درمیان یا ماں باپ اور اولاد کے درمیان کے تعلقات ناقص ہوں تو بچہ کی جذباتی نشوونما رُک جاتی ہے۔ خاندانی تعلقات میں اِس قسم کی ناہم آہنگی بچہ میں عدم سلامتی اور نفرت کا جذبہ پیدا کرتی ہے۔ خاندان کے افراد سے مماثلت کی کمی کی وجہ سے بچہ اپنا اکثر وقت گھر سے باہر گزارنے کی طرف راغب ہوتا ہے۔ ایسے وقت میں اگر اُسے گھر کے باہر بھی مناسب ماحول میسّر نہ آئے تو وہ مجرمانہ گروہ کی طرف مائل ہوتا ہے۔

غریب خاندان میں اگر بچّوں کی تعداد زیادہ ہو تو اُس کا سیدھا اثر بچہ کی تعلیم پر ہوتا ہے۔ ایسے خاندان میں بہت ہی کم عمر میں بچے کو معاشی سرگرمی میں جُڑ جانا پڑتا ہے۔ اِس کے علاوہ خاندان کے بزرگ بھی معاشی ضرورتوں کو پوری کرنے میں مصروف ہونے کی وجہ سے وہ بچے کی پرورش پر ضروری توجہ نہیں دے پاتے۔ ایسے حالات بچے کو مجرمانہ سرگرمی کی طرف مائل کرتے ہیں۔

خاندان میں بچوں پر ضابطے کا طریقہ بھی بچوں کی سماج کاری میں انحراف پیدا کرتا ہے۔ مثلاً، ماں باپ کی طرف سے سخت ضابطہ یا ڈھیلی نگرانی یا ضابطہ کی غیر موجودگی اور متضاد ضابطہ کا طریقہ بچے کی شخصیت کی نشوونما میں رُکاوٹ بنتا ہے۔ کبھی بچّے کی مناسب ضرورتوں کے مطالبے کو سختی سے دبا دیا جائے اُس وقت بچّہ غیر مناسب کاموں کی طرف راغب ہوتا ہے۔ مثلاً، گھر سے بھاگ جانا، چھوٹی موٹی چوری کرنا وغیرہ۔ بچوں کی نگرانی میں ماں باپ دونوں کے طریقہ کار میں یکسانیت ضروری ہے۔ اگر اُن کے طریقہ کار میں تضاد ہو تو بچّے میں کسی ایک خاص برتاؤ کی نشوونما نہیں ہوتی۔ ایسے حالات میں بچّہ خاندان کے افراد کے علاوہ دیگر کو اپنا آدرش بنا کر اُس کی طرح کردار کرنے کے لیے راغب ہوتا ہے جو اُس کے منحرف ہونے کے امکان میں اضافہ کرتا ہے۔ علاوہ اس کے، طلاق یا موت جیسی وجوہات سے شادی کے ٹوٹنے پر خاندان میں بچہ محرومی محسوس کرتا ہے جو سماج کاری پر اثر انداز ہوتی ہے۔

(2) اِسکول :

خاندان کی طرح اسکول بھی سماج کاری پر اثر انداز ہونے والا ایک اہم ذریعہ ہے۔ اِسکول کی زندگی کے تجربے بچہ کی شخصیت کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اسکول کی سطح پر اگر ڈِسپلین کی زیادتی ہو کہ بچہ کو جانے انجانے طور پر بار بار سزا بھگتنی پڑتی ہو یا پھر ذہنی تکلیف دینے والے اصول اسکول میں جاری ہوں تب بچہ اسکول اور تعلیم سے بے رخی اختیار کرتا ہے۔ اس صورت حال سے بچنے کی کوشش کرتے ہوئے بچہ اِسکول سے دوری یا فرار زیادہ پسند کرتا ہے۔ اسکول اور گھر سے زیادہ عرصہ تک دور رہنے کی وجہ سے اگر باہر اُسے مناسب ماحول نہ ملے تو انجان پن میں اُس سے منحرف کردار کے امکانات میں اضافہ ہوتا ہے۔

(3) ہم عمر گروہ :

ہم عمر گروہ سے مراد یکساں عمر کے افراد سے بنا گروہ ہے۔ یہ گروہ بچہ کی نشوونما اور شخصیت کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اپنی ہی عمر کے دوستوں سے رابطہ اور ساتھ رہنا اُس گروہ کی طرف بچہ کی یک مماثلت اور اپنا پن بڑھاتا ہے۔ مختلف ثقافتی پس منظر سے آنے والے اِس گروہ کے دوستوں کے عمل اور خیالات کا براہ راست اثر بچہ کے ذہن پر پڑتا ہے۔ ایسے وقت میں بُرے دوستوں کی صحبت اُسے اصولوں کے خلاف کردار کے لیے رغبت دِلاتی ہے۔

(4) ماس میڈیا (Mass Media) :

فلمیں، اخبارات، ٹیلی ویژن، موبائل اور اِنٹرنیٹ جیسے ماس میڈیا کی بہتات سے بچے جانے انجانے میں مجرمانہ سرگرمی کی طرف راغب ہو جاتے ہیں۔ یہ

ماس میڈیا سے روزانہ نشر کی جارہی جُرم کی خبریں اور فحاشی نے بچوں کے ذہنوں پر بُرے اثرات ڈالے ہیں۔ تجسّس، نئی نئی چیزوں کو جاننے کا اشتیاق، لاعلمی اور اچھے-بُرے کی تمیز کی کمی جیسے عوامل بچہ کو اصولوں کی خلاف ورزی کردار کی طرف کھینچ لے جاتے ہیں۔

(5) شہری ماحول :

شہری ماحول کچھ حد تک بچوں کے مجرمانہ عمل کو بڑھاوا دیتا ہے۔ شہری گروہ ایک فاصلاتی گروہ ہے۔ شہر میں مجرمانہ افعال چھپائے جاسکتے ہیں۔ اِس لیے بچہ کو اپنے پہچانے جانے کا اندیشہ کم رہتا ہے۔ اِس کے علاوہ گندی بستیاں، آبادی کی گنجانی جیسے عوامل کی وجہ سے سماجی انضباط کے اثر میں کمی واقع ہوتی ہے۔ شہر کا اِس قسم کا ماحول بچے کے مجرمانہ سرگرمیوں میں اضافہ کرنے میں ایک یا دوسرے طریقہ سے رول ادا کرتے ہیں اور بچے کو اصولوں کی خلاف ورزی کردار کی طرف کھینچ لے جاتے ہیں۔

(2) شخصی اور نفسیاتی وجوہات :

نوعمر بدراہی (بچہ جرم) کے لیے شخصی اور نفسیاتی وجوہات بھی اہم رول ادا کرتی ہے۔ اگر بچہ صحیح اور غلط کو سمجھنے کے لیے ناقابل ہو تو وہ بچہ غلط راہ کی طرف رجوع ہوتا ہے۔ نیز بغاوت کی روش، خود پسندی، غیر محفوظ ہونے کا جذبہ، خوف زدگی، خود ضابطگی کی کمی، احساسِ کمتری، ہمدردی کی کمی، نا اُمیدی، بے بسی اور جارحانہ عمل جیسے کئی عوامل کی موجودگی بچہ کو سماج مخالف یا اصولوں کی خلاف ورزی کردار کی طرف مائل کرتی ہیں۔

مختصر یہ کہ ایک بات ضرور ہے کہ کوئی بھی بچہ پیدائشی طور پر مجرم نہیں ہوتا؛ لیکن اُس بچہ کے اطراف کا ماحول اور انفرادی رائے جیسے عوامل اُس کو مجرم بنانے میں اور اصولوں کی خلاف ورزی کردار میں اہم رول ادا کرتے ہیں۔ اِس لیے ایسا کہہ سکتے ہیں کہ شخصیت ثقافت کی سیپ میں پکنے والا موتی ہے۔

اِس طرح، درج بالا عوامل بچے کی سماجی اور ذہنی نشونما پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ ان عوامل میں سے کوئی ایک عامل میں کمی پیدا ہو تب اُس کا براہ راست اثر بچے کے کردار پر پڑتا ہے، جو اُس کو نوعمر بدراہی کی طرف مائل کرتا ہے۔

نوعمر بدراہی (بچہ جُرم) کی اصلاح:

نوعمر بدراہی (بچہ جُرم) کا مسئلہ کسی بھی سماج کے لیے ایک چیلنج ہے۔ ملک کا مستقبل جیسے اِن بچوں میں موجود جرم کی روش کو سزا کے ذریعہ نہیں؛ بلکہ اصلاح کے ذریعہ تعمیری بنانا ایک بنیادی ضرورت ہے۔ اِس بات کو مدِّنظر رکھ کر بھارت کے آئین میں بچوں کے لیے کچھ قانونی سہولتیں مہیّا کی گئی ہیں۔ اِن تجویزوں کے تحت کچھ اداروں کا قیام بھی کیا گیا ہے، جن کا انتظام سرکاری اور غیر سرکاری اداروں کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ ریاست کو اِن اداروں کی مالی اور انتظامی ذمہ داریاں سپرد کی گئی ہیں۔ اِن میں سے اہم ادارے حسبِ ذیل ہیں :

(1) بچہ عدالت :

ملک کی عام عدالت سے بچّہ عدالت الگ ہوتی ہے۔ بھارت میں کولکاتا میں 1941 میں اوّلین بچہ عدالت قائم کی گئی۔ بچہ عدالت میں عموماً 16 سال سے کم عمر کے بچّے کہ جنہوں نے مجرمانہ فعل کیا ہو، اُن کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے۔ بچہ عدالت کے جج ماہرینِ قانون اور بچوں کی نفسیات میں تعلیم یافتہ ہوتے ہیں۔ بچہ عدالت کا ماحول ہمدردانہ ہوتا ہے۔ بچہ عدالت بچہ نے کئے ہوئے مجرمانہ فعل کی وجوہات کی مکمل واقفیت حاصل کرنے کے بعد بچہ کو سزا نہیں بلکہ اصلاح کے لیے اصلاح گھر بھیج دیتی ہے۔

(2) پروبیشن :

پروبیشن کا مطلب ہوتا ہے آزمائشی رہائی۔ جب کوئی بچہ پہلی مرتبہ مجرمانہ فعل یا عمل کرے اور وہ بچہ عدالت میں ثابت ہوجائے اُس وقت ایسا فعل کرنے والے بچے کو بچہ عدالت اصلاح گھر میں بھیجنے کی بجائے پروبیشن پر بھیجتی ہے۔ پروبیشن کی میعاد کے دوران بچہ مجرم کے خاندان اور سماجی زندگی کے روابط پہلے کی طرح جاری رہتے ہیں؛ مگر بچہ عدالت میعاد طے کرے تب تک بچہ مجرم کو پروبیشن افسر کی نگرانی میں رہنا پڑتا ہے۔ وہاں پروبیشن افسر بچہ مجرم کے تمام شعبے، مثلاً خاندان، دوست اور پڑوسی گروہ کے ساتھ کردار کا معائنہ کرتا ہے۔ مختصر یہ کہ پروبیشن تنظیم کا اہم مقصد بچہ مجرم کی سماجی زندگی اور خاندانی زندگی کو برقرار رکھ کر مجرم کی اصلاح کرنا ہے۔

(3) اصلاح اِسکول :

جن ریاستوں میں بچوں کے قانون زیرِعمل نہیں ہیں ایسی ریاستوں میں 1987 میں ریفورمیٹری اسکول ایکٹ کے تحت اصلاح اسکولوں کا قیام کیا گیا ہے۔ بچہ عدالت جن بچوں کا جرم ثابت ہوجائے ایسے بچوں کو اِن اصلاح اسکولوں میں بھیجتی ہے۔ 15 سال سے کم عمر کے کسی بچے نے سنجیدہ جرم کیے ہوں ایسے بچوں کو 3 سے 7 سال کی میعاد کے لیے اس اسکول میں رکھا جاتا ہے۔ اِس اصلاح اِسکول میں بچے کو مناسب ماحول اور زندگی کی ضروری چیزوں کی سہولت دے کر اصلاح کی کوششیں کی جاتی ہیں۔ اِسی کے ساتھ مستقبل کی زندگی میں خودکفیل بن سکے اور روزگار حاصل کر سکے اِس کے لیے بچوں کو خصوصی تعلیم اور پیشہ ورانہ تعلیم فراہم کرنے کا انتظام کیا جاتا ہے۔

(4) بوسٹل اسکول :

بوسٹل اسکول کا قیام سب سے پہلے 1902 میں انگلستان کے بوسٹل شہر میں کیا گیا تھا، اِس لیے یہ اسکول بوسٹل اسکول کے نام سے پہچانی جاتی ہے۔ قانون کی دفعات کے مطابق بھارت میں اِس طرح کی اسکولیں قائم کی گئی ہیں۔ اِس اسکول میں 15 سے 21 سال عمر کے لڑکے اور نوجوان مجرموں کی اصلاح کے لیے خصوصی انتظام کیے گئے ہیں۔ جس ریاست میں بچہ قانون پرعمل ہورہا ہے وہاں 15 سے 21 سال عمر تک کے نوعمر بدراہ رووں کو اِس اسکول میں رکھا جاتا ہے۔ بوسٹل اسکول دوقسم کی ہیں : (1) بند بوسٹل اسکول اور (2) کھلی بوسٹل اسکول۔

اِن دونوں قسم کی اسکولوں میں نوعمر بدراہ رو کی عمر کے لحاظ سے لڑکے اور لڑکیوں کو صنعتی ٹریننگ دی جاتی ہے۔ اِس ٹریننگ میں لڑکوں کو زراعت، صنعت کاری اور تعمیری کام وغیرہ کی ٹریننگ اور لڑکیوں کو باورچی خانہ، گھریلو امور کی ٹریننگ دی جاتی ہے۔

عموماً بوسٹل اسکول میں دو سے تین سال کے عرصے کے لیے مجرم کو رکھنا ہوتا ہے پھر بھی بچے کی اچھی روِش کو دیکھ کر اِس اسکول سے جلد رہا کرنے کا فیصلہ اِس ادارے کے افسر کر سکتے ہیں۔ بوسٹل اسکول سے رہاشدہ بچے کا مشاہدہ اور اُس بچے کو مناسب پیشہ میں لگانے کی ذمہ داری پروبیشن افسر کو سپرد کی گئی ہے۔

(5) سندی اسکول :

جن ریاستوں میں بچہ قانون پرعمل کیا جارہا ہے اُن ریاستوں میں اس قسم کی اسکولوں کا قیام کیا گیا ہے۔ ایسی اسکولیں نجی اداروں کے ذریعہ اور عوامی فنڈ کے ذریعہ چلائی جاتی ہیں۔ اِس اسکول میں بچہ کی پرورِش، علاج اور اصلاح کی جاتی ہے۔ عموماً سندی اسکول کی دوقسمیں ہیں :(1) جونیئر سندی اسکول اور (2) سینئر سندی اسکول۔ 12 سال سے کم عمر کے بچہ مجرم کو جونیئر سندی اسکول میں اور 12 سال سے 16 سال تک کے لڑکا مجرم کو سینئر سندی اسکول میں بھیجا جاتا ہے۔ یہاں اُنھیں عام تعلیم کے ساتھ ہی تکنیکی تعلیم دی جاتی ہے۔ سندی اسکول سے رہا کیے گئے بچہ کی نگرانی کی ذمہ داری مقامی کارکن یا پروبیشن افسر کے سپرد کی جاتی ہے جو اُس بچہ کا مشاہدہ کرتا ہے۔

(6) گارڈیَن ہوم (پالک گھر) :

سندی اسکول میں بھیجے نہ جاسکیں ایسے 10 سال سے کم عمر کے نوعمر بدراہ رووں کے لیے گارڈیَن ہوم چلائے جاتے ہیں۔ اِن گارڈین ہَوم میں بچوں کو کنبہ کا ماحول مل سکے ایسی کوشش کرنے کے ساتھ اُن کی اصلاح کی کوشش بھی کی جاتی ہے۔ ایسے گارڈین ہوم حکومت کی مالی امداد اور نجی اداروں کے ذریعہ چلائے جاتے ہیں۔

(7) بچہ حفاظتی گھر (رِمانڈ ہوم) :

نوعمر بدراہ رو کو محفوظ رکھنے کی ایک جگہ یعنی رِمانڈ ہوم۔ بچہ قانون کے مطابق کسی بچہ کی گرفتاری کی جائے اور اُس کا مقدمہ بچہ عدالت میں ختم نہ ہو اُس وقت تک ایسے بچے کو اِن رِمانڈ ہوم میں رکھا جاتا ہے۔ یہاں بچوں سے ہم آہنگی پیدا کرکے ضروری معلومات اِکٹھا کی جاتی ہے اور بچہ کے کردار کا مشاہدہ کیا جاتا ہے اور اُس کی درجہ بندی کا کام کیا جاتا ہے۔ بچہ حفاظتی گھر میں عام طور پر نجی اداروں کے ذریعے چلایا جاتا ہے اور حکومت اُسے مالی امداد فراہم کرتی ہے۔

اِس طرح، یہ ادارے مجرم بچوں کے کردار میں اصلاح کرکے اُن کے اندر سماج کے اصولوں اور قدروں کو داخل کرتی ہیں۔ اِس طرح دیکھا جائے تو ایک آدرش-مثالی شہری تیار کرنے میں اِن اداروں کی خدمات بہت اہمیت رکھتی ہے۔

نوجوانوں کا اضطراب (بے چینی)

موجودہ دُنیا نوجوان مرکوز ہوتی جارہی ہے۔نوجوانوں کو الگ طاقت کے طور پر تسلیم کیا جارہا ہے۔ بھارت نوجوانوں کا ملک بن گیا ہے، کیوں کہ بھارت میں 65% آبادی نوجوانوں کی ہے۔ایسے نوجوان آنے والے کل کے سماج اور قوم کا مستقبل ہیں۔اگر اُن کی تعمیری صلاحیتوں کا فائدہ اٹھائیں تو قابلِ فخر اور کامیاب اور ترقی یافتہ ملک کی تعمیر ممکن ہے۔

ملک کی ریڑھ کی ہڈّی اور سماج کا ایک اہم جُز ایسے نوجوان کیا کررہے ہیں، کیا سوچ رہے ہیں، اُن کے سامنے کون سے چیلینج ہیں، ان کی معلومات حاصل کرکے اُن کی مناسب رہنمائی کی جائے تو قوم اور سماج دونوں کو فائدہ پہنچے گا۔ اِسی لیے ہم یہاں، نوجوان کا مطلب کیا ہے، نوجوانوں کا اضطراب کیا ہے، اور اُس کی وجوہات کیا ہیں اس سلسلے میں تفصیل سے سمجھیں گے۔

نوجوانوں کا اضطراب (بے چینی)

نوجوان کا مطلب کیا ہے؟

جوانی ایک حیاتیاتی طاقت ہے۔ حیاتیاتی پہلو کو دیکھیں تو کہہ سکتے ہیں کہ 15 سے 35 سال کی عمر کے افراد کے لیے بولا جانے والا لفظ یعنی 'نوجوان'۔

مشہور نوجوانوں کے ماہر ڈاکٹر بھوپیندر برہم بھٹ، 'کالج کے نوجوانوں کا سماجیاتی مطالعہ' میں نوجوان کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''نوجوان تھرکتا، آدرش وادی، جلد غصہ کرنے والا، جلد بھول جانے والا، بہت زیادہ مشغول، بہت بولنے والا، جوشیلا، گستاخ، پرتشدّد اور طاقتور ہوتا ہے۔ وہ نامعلوم کی طرف بہت تیزی سے گرم جوشی کے تعلقات استوار کرتا ہے۔ اور اِتنی ہی تیزی سے یہ تعلقات توڑ بھی دیتا ہے۔ وہ بہت زیادہ امیدوں سے لے کر نا امیدی تک کا زاویۂ نظر رکھتا ہے۔ وہ ہمیشہ نئی ٹیکنالوجی اور انجانے میں دلچسپی لینے کا رجحان رکھتا ہے۔''

نوجوانوں کی بے چینی کیا ہے؟

کسی بھی ملک یا سماج کی ترقّی کا انحصار اُس ملک کے نوجوانوں (لڑکوں اورلڑکیوں) پر ہوتا ہے۔نوجوانوں میں موجود قوّتیں سماج کو ایک نئی سمت میں لے جانے کے قابل ہوتی ہے۔ نیا نظریہ، جسمانی اور ذہنی قوّت سے لیس نوجوان کو اُس کی قوّتِ تخیل، قوّتِ منطق، متعیّن مقصد کو حاصل کرنے کا جوش وخروش اُسے طرح طرح کی سرگرمیاں کرنے کی قوّت اور ترغیب دیتے ہیں۔آج کے نوجوانوں میں زمانے کے بدلاؤ کے ساتھ کئی مقاصد، توقعات، خواہشات اور اعلیٰ حوصلوں نے جنم لیا ہے۔ اِن حوصلوں کو پانے کے لیے نوجوان محنت اور جوش کے ساتھ کمربستہ بھی ہوئے ہیں۔آج کے اِس حریفائی کے دور میں اپنے آپ کو موافق بنا کر خواہشات اور توقعات کو حاصل کرنے کی سمت میں حریفائی کرنے لگے ہیں۔نئی طرزِ تعلیم اور ٹیکنالوجی کے استعمال کے ساتھ موافقت کرتے ہوئے من پسند مقصد کے حصول کی سمت میں کام کرنے لگے ہیں۔ اِن حالات میں وہ زندگی میں خواہشات اور توقّعات یا مقصد کو حاصل کرنے کی راہ میں جب کوئی رُکاوٹ یا مزاحمت محسوس کرتے ہیں، تب اس کا اثر اُن کے ذہن پر پڑتا ہے۔عمل اور نظریہ ایک سکّے کے دو رُخ ہیں۔نوجوان طبقہ کے ذہن میں مقصد کے حصول کی محرومی کا جو اثر پیدا ہوتا ہے وہ ہے غیر اطمینانی۔ نوجوانوں کی غیر اطمینانی یعنی نوجوانوں کا اضطراب۔

نوجوانوں کی یہ غیر اطمینانی تمام سماج یا اِس کے ایک حصّہ یا حصّوں کی جانب ہوتی ہے۔ اِس غیر اطمینانی کا اظہار الگ الگ طریقوں سے ظاہر ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔بعض مرتبہ نوجوانوں کا اظہار سماج میں تخریبی یا تشدد کی صورت میں نظر آتا ہے جو سماج کے لیے چیلنج ثابت ہوتا ہے۔نوجوانوں کا یہی کردار سماج میں سلامتی، تحفظ اور نظم وضبط کے لیے پریشان کُن بن جاتا ہے۔

نوجوانوں کی ضرورتیں اگر پوری نہ کی جائیں اور اُن کے مسائل کا حل نہ نکلے تب نوجوان جو کردار اختیار کریں اُس کردار میں اُن کے جذبے، مطالبے اور غیر اطمینانی کا اظہار ہوتا ہو اُسے نوجوانوں کا اضطراب کہا جاتا ہے۔ یہ اظہار متّحدہ تحریک، گھیرابندی، جلوس یا ہڑتال کی صورت میں دکھائی دیتی ہے۔خصوصی طور سے تعلیمی ادارے سے جڑے ہوئے طلبہ کے اضطراب کی حالت کو نوجوانوں کا اضطراب کہہ سکتے ہیں۔

نوجوانوں کی طاقت ایٹمی طاقت جیسی ہے۔ اگر اِس کا صحیح استعمال کیا جائے تو دُنیا فلاح پا جائے اور اگر غلط استعمال کیا جائے تو دُنیا فنا ہوجائے۔نوجوان

طبقہ میں بے امنی اور نااطمینانی ملک اور سماج کے روشن مستقبل کے لیے رکاوٹ ہے۔ نوجوانوں میں بے چینی کا پھیلاؤ پچھلے کچھ عرصے سے بڑھتا جارہا ہے جو پورے سماجی نظام کے لیے مسئلہ بن گیا ہے۔

نوجوانوں کے اضطراب (بے چینی) کی وجوہات

سماج کے کسی بھی مسئلہ کے لیے کئی عوامل ذمّہ دار ہوتے ہیں۔ اِس طرح نوجوانوں کے اضطراب (بے چینی) کے لیے بھی کئی وجوہات ذمّہ دار ہیں۔ اِن وجوہات کا تفصیلی بیان حسبِ ذیل ہے:

(1) سماجی وجوہات :

(1) خاندان : نوجوانوں کے اضطراب (بے چینی) کی سب سے اہم سماجی وجہ خاندان ہے۔ جدید دور میں کئی طرح کی طاقتوں نے خاندان کے ادارے میں تبدیلی برپا کی ہے۔ مشترکہ خاندان کی جگہ چھوٹے چھوٹے بٹتے ہوئے خاندانوں میں اضافہ ہوا ہے، جس نے خاندانی زندگی میں کئی سوال کھڑے کیے ہیں۔ روز بروز کے میاں-بیوی کے جھگڑے، طلاق، ٹوٹے ہوئے خاندان جیسے عوامل کے منفی اثرات نوجوان ذہن پر پڑے ہیں۔ اس کے علاوہ، مہنگائی کے اِس دور میں شوہر اور بیوی دونوں کو زندگی بسر کرنے کے لیے نوکری یا پیشہ میں جُڑنا پڑتا ہے۔ اِن حالات میں وہ اپنے بچوں کے لیے ضروری وقت نہیں نکال سکتے۔ خاندان کی اِس حالت میں نوجوانوں کو والدین سے جو پیار اور تسلّی کی توقع ہوتی ہے وہ پوری نہیں ہوتی اور وہ اکیلا پن اور نااطمینانی محسوس کرتے ہیں۔ یہ صورت حال نوجوانوں کے اضطراب (بے چینی) کے لیے اہم ثابت ہوتی ہے۔

(2) قدروں کا تصادم : سماج میں مروّجہ قدریں فرد کو کردار کے لیے رہنمائی مہیّا کرتی ہیں۔ سماج کی یہ قدریں کمزور پڑجائیں یا اُن میں بنیادی تبدیلی آئے تب نوجوان کے ذہن میں قدروں کا تصادم پیدا ہوتا ہے۔ آگے چل کر قدروں کا یہ تصادم نوجوانوں میں اضطراب اور بے چینی پیدا کرتا ہے۔ اضطراب کی یہ حالت نوجوان کو تحریک یا بغاوت کی طرف مائل کرتی ہے۔

(3) بدلے ہوئے مقاصد : موجودہ دور میں نوجوانوں کے مقاصد میں تبدیلی آئی ہے۔ خصوصی طور سے زندگی کے تمام شعبوں میں تیز رفتاری کے ساتھ کامیابی حاصل کرنا آج کے نوجوان کا ایک جیون منتر بن گیا ہے۔ اعلیٰ تعلیم، سخت اور مسلسل جدوجہد کی جگہ کسی بھی طریقے سے صرف کامیابی حاصل کرنے کی سمت میں اُن کی بڑی چھلانگ اور اعلیٰ معیار زندگی کی توقّع اور شاید متوقّع کامیابی نہ ملنے کا اندیشہ اُن میں اضطراب پیدا کرتا ہے۔

(4) نسلی فاصلہ (جنریشن گیپ) : دونسلوں کے درمیان میں اندازاً 20 سال کا فاصلہ ہوتا ہے۔ دونسلوں کے درمیان اِن دو دہائیوں میں کئی طرح کے عوامل کی وجہ سے صورتِ حال کا یہ بدلاؤ نئی پود اور پرانی نسل کے درمیان اختلافات پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اِس طرح کے دونسلوں کے درمیان کے اختلافات نسلی فاصلہ (جنریشن گیپ) کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ سماج کے تمام شعبوں میں یہ نسلی فاصلہ نظر آتا ہے۔ بزرگوار لوگ سمجھ بوجھ کے ساتھ اطمینان سے کام کرنے میں یقین رکھتے ہیں، جب کہ نوجوان ہر معاملہ میں جلد باز ہونے کے علاوہ انقلابی خیالات رکھنے کی وجہ سے اُن کے درمیان تصادم پیدا ہوتا ہے۔ یہ نسلی فاصلہ نوجوانوں کے اضطراب کے لیے ذمّہ دار ہے۔

(2) تعلیمی وجوہات :

نوجوان کا مطلب ہے تبدیلی کے حامل۔ تبدیلی کے یہ حامل طرزِ تعلیم میں بھی بنیادی تبدیلی چاہتے ہیں۔ طرزِ تعلیم، نصاب اور طرزِ امتحان میں بڑی تبدیلی نہ ہونے کی وجہ سے نوجوان مایوس ہوتے ہیں۔ مثلاً، آج کی نئی پود 3G اور 4G سیل فون کے ذریعہ دنیا کو مٹھی میں کرلیتی ہو تب چاک-ڈسٹر، قلم اور پنسل کے ذریعہ دی جانے والی تعلیم اُس میں بے اطمینانی پیدا کرتی ہے۔

سماج کی فلاح و بہبود کا انحصار تعلیم پر ہے۔ تعلیم میں ترقّی کے ساتھ تعلیم یافتہ نوجوانوں کو ان کی تعلیمی قابلیت کے مطابق روزگار حاصل ہو تب صحیح معنی میں ترقی ہوئی کہہ سکتے ہیں؛ مگر موجودہ حالت کچھ الگ ہے۔ موجودہ دور میں تعلیمی شعبہ میں معلومات کا دھماکہ ہوا ہے۔ تعلیم یافتہ نوجوانوں کی تعداد میں روزانہ اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ تعلیم میں اضافہ کے ساتھ روزگار کے مواقع میں بھی اضافہ ہونا چاہیے؛ لیکن روزگار کے ناکافی مواقع بے روزگاروں کی تعداد میں اضافہ کرتے ہیں۔ روزگار نہ پانے کی حالت نوجوانوں میں مایوسی اور ناامیدی پیدا کرتی ہے جو نوجوانوں کے اضطراب کی ذمّہ دار ہے۔

یہ بھی ضروری ہے کہ نوجوانوں کو طالبِ علمی کے زمانے میں مناسب تعلیمی رہنمائی حاصل ہو۔ تبدیل پذیر سماجی نظام اور تعلیم کے مختلف نصابوں میں سے

مضامین اور اسٹریم کا انتخاب کرنے میں مناسب رہنمائی کی کمی نوجوانوں میں بے چینی، ناامیدی اور دماغی پریشانی پیدا کرتی ہے۔ جو والدین نوجوانوں کی یہ ضرورت پوری نہیں کرسکتے، تب کئی مرتبہ نوجوان غلط روِش کی طرف مُڑتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔

تعلیمی نظام نوجوانوں میں دو قسم کے کام انجام دیتے ہیں: (1) نوجوانوں کو تعلیم فراہم کرنا کہ جس سے وہ گزر بسر کرسکیں اور (2) سماج کاری کا عمل۔ نوجوان اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد زیادہ بہتر حالت کے لیے کوشش کرتے ہیں اُس وقت تعلیم کے مقابلہ میں کمتر درجہ کی ملازمت ملے یا ملازمت کا موقع ہی نہ ملے، جو اُس کے اعلیٰ حوصلہ کے لیے ایک جھٹکا ثابت ہوتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ طرزِ تعلیم نوجوانوں میں بے اطمینانی، غصّہ اور مایوسی پیدا کرتی ہے۔ علاوہ اِس کے، تعلیمی ادارہ نوجوانوں میں سماجی قدروں، جمہوری قدروں، قومی یکجہتی کی قدروں کی آبیاری کرنے والا ماحول مہیّا کرا کر مثالی نوجوانوں کی تشکیل کرنے میں ناقص ثابت ہوتا ہے، اُس وقت یہ دونوں حالتیں نوجوانوں میں اضطراب پیدا کرتی ہیں۔

(3) حیاتیاتی اور نفسیاتی وجوہات :

بچہ جب لڑکپن سے جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتا ہے اُس وقت اُس کے جسم میں داخلی رطوبتوں میں تبدیلی واقع ہوتی ہے، جس کا براہِ راست اثر اُس کے ذہن پر پڑتا ہے۔ اِس حالت میں انہیں بہت کچھ معلوم کرنے اور سمجھنے کا شدید تجسس ہوتا ہے، مگر خاندان اور سماج کی جانب سے اِس کے متعلق مناسب وقت پر، مناسب رہنمائی نہیں ملنے پر پیدا ہونے والی تذبذب کی صورت میں اضطراب محسوس کرتے ہیں۔

اِس عہد میں اُن میں شدید جذبات، ذمّہ داری کی کمی، سمجھنے کی مکمّل قوّت کی کمی پائی جاتی ہے۔ اِس عہد میں اگر انہیں مناسب رہنمائی حاصل ہو تو وہ سمجھ داری کے ساتھ مناسب کردار کرنے لگتے ہیں اور اگر مناسب رہنمائی نہ ملے تو سماج کے لیے تخریبی کردار کرنے لگتے ہیں۔ اِس عمر میں اُن کے اندر آزادی کا جذبہ مضبوط ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ اقتدار کی مخالفت کرنے کا رویّہ رکھتے ہیں۔ اِس وقت نوجوان بیرونی زندگی میں کئی افراد یا ادارے یا ذرائع کے ربط میں آتے ہیں اور اُن بیرونی عوامل کے زیرِ اثر اُن کے اندر نئی طرح کے خیالات پیدا ہوتے ہیں۔ اِن خیالات کا سلسلہ اُن کے کرداری اظہار پر اثر انداز ہوا ایسا بھی ہوتا ہے۔ اِس طرح، ناپختگی کی عمر میں نئے نئے خیال اُن کے اندر تذبذب کی حالت پیدا کرتے ہیں، جو بے اطمینانی کو جنم دیتے ہیں۔

نوجوان ایسا مانتے ہیں کہ جب تک اُن کی مانگ کے لیے مضبوط مطالبہ نہیں کیا جائے گا تب تک اُسے قبول نہیں کیا جائے گا۔ اِس کے علاوہ جمہوریت میں آزادی کے متعلق (یہاں آزادی کا مطلب من مانا کردار ہے) غلط معنی اخذ کرنے کی وجہ سے وہ نامناسب کردار کے ذریعہ اپنے جذبات کا اظہار کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ ہمیشہ مست رہتے اور کوئی روک ٹوک کے بغیر آزادی کی خواہش رکھنے والے نوجوانوں کا ذہن چنچل ہے۔ ایسے نوجوان کہتے ہیں کہ ہماری فکر کرکے ہمیں بزدِل نہ بنائیں۔ ہم غلطیاں کریں گے مگر اُن سے سیکھ کر ذمہ دار بھی بنیں گے۔ اِس لیے نوجوانوں سے گفتگو کرکے، اُن کی پسند ناپسند کو محسوس کرکے اُن کو سہارا دینا ہوگا۔ دیگر لفظوں میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ اُن کے مسائل کو سمجھ کر اُن کی رہنمائی کرنی ہوگی۔

اِس طرح، اصولوں کی خلاف ورزی کردار کے لیے کئی عوامل ذمہ دار ہوتے ہیں۔ سماج کا اتحاد اور تسلسل برقرار رکھنے کے لیے سماج کا ہر فرد مروّجہ اصولوں اور قدروں کو اپنے اندر اُتار کر، اپنے طریقہ کار کو سماج کے تسلیم شدہ طریقۂ عمل میں بدل دے یہ ضروری ہے۔ اصولوں اور قدروں کو اپنے اندر اُتارنے میں ناکامیابی اصولوں کی خلاف ورزی کردار کی حالت پیدا کرتی ہے۔ اصولوں کی خلاف ورزی کردار کی ایسی حالت سماج میں کئی طرح کے سماجی مسائل کی پیدائش کے لیے ذمہ دار بنتی ہے۔ اِس کے بعد والے سبق میں ہم سماجی مسائل کے بارے میں تفصیل سے معلومات حاصل کریں گے۔

مشق

.1 ذیل کے سوالوں کے تفصیلی جواب لکھیے :

(1) نوعمر بدراہی (بچہ جرم) کی تعریف دے کر نوعمر بدراہی کے معنی تفصیل سے سمجھایئے۔

(2) نوعمر بدراہی کے وجوہات پر تفصیل سے بحث کیجیے۔

(3) نوعمر بدراہی اصلاحی اداروں میں سے کوئی پانچ اداروں کے بارے میں سمجھایئے۔

(4) نوجوانوں کے اضطراب کے معنی واضح کرکے اُس کی وجوہات سمجھایئے۔

.2 ذیل کے سوالوں کے بانکات جواب لکھیے :

(1) بچہ عدالت

(2) پروبیشن

(3) بوسٹل اسکولیں

(4) نوجوانوں کا اضطراب

(5) سماجی اصولوں کی خلاف ورزی کی وجوہات

.3 ذیل کے سوالوں کے مختصر جواب لکھیے :

(1) سماجی اصولوں کی خلاف ورزی کی تعریف بیان کیجیے۔

(2) نوعمر بدراہی کی تعریف بیان کیجیے۔

(3) سماج مخالف کردار کسے کہتے ہیں ؟

(4) پروبیشن سے کیا مراد ہے؟

(5) نوجوانوں کے اضطراب کا مطلب سمجھایئے۔

.4 ذیل کے سوالوں کے جواب ایک جملے میں لکھیے :

(1) روبَرٹ مَرٹن سماجی اصولوں کی خلاف ورزی کردار کسے کہتا ہے؟

(2) جُرم کسے کہتے ہیں ؟

(3) نوعمر بدراہ رو کسے کہا جاسکتا ہے؟

(4) بوسٹل اسکول کا اوّلین قیام کہاں ہوا ؟

.5 ذیل کے ہرسوال میں دیے گئے متبادل میں سے مناسب متبادل پسند کر کے صحیح جواب لکھیے :

(1) اصولوں کی خلاف ورزی کردار کی تعریف بیان کرنے والا ماہر کون ہے؟ ☐

(الف) ہورٹن اور ہنٹ (ب) ڈاکٹر ہَنسا سیٹھ (ج) فِیڈ لینڈر (د) کارل مارکس

(2) دہیز کی رسم قانون کب بنایا گیا ؟ ☐

(الف) 1951 (ب) 1961 (ج) 1965 (د) 1972

(3) نوعمر بدراہ رو کو حفاظت سے رکھنے کی جگہ...... ☐

(الف) بچّہ عدالت (ب) رِمانڈ ہوم (ج) پالک گرہ (د) پروبیشن

(4) بھارت میں بچہ عدالت کا قیام کب کیا گیا ؟ ☐

(الف) 1931 (ب) 1941 (ج) 1947 (د) 1950

(5) گھریلو ہنسا قانون کب عمل میں آیا ؟ ☐

(الف) 2004 (ب) 2005 (ج) 2006 (د) 2007

سرگرمی

- سماج میں پائے جانے والے نوعمر بدراہی کے قصّوں کو بیان کر کے فہرست بنایئے۔
- نوعمر بدراہی (بچہ جرم) میں ماس میڈیا کے اثرات کے بارے میں اِسکول میں مجلسِ بحث کا اہتمام کیجیے۔
- آپ کے اطراف کے علاقے میں واقع ہونے والے اصولوں کی خلاف ورزی کردار کے قصوں کے سماجی اثرات کے بارے میں رپورٹ تیار کیجیے۔

●

10 سماجی مسائل

تمہید

عزیز طلبہ، 9 ویں سبق میں آپ نے سماجی اصولوں کی خلاف ورزی کے عمل کا مطلب اور اُس کی خصوصیت کے بارے میں سمجھا۔ اصولوں کی خلاف ورزی کا عمل سماجی مسائل کے پیدا ہونے کی اہم وجہ ہے۔ اس سبق میں ہم سماجی مسائل کے معنی اور اُس کی خصوصیات سمجھیں گے اور موجودہ بھارت میں مروّجہ تین الگ الگ مسائل کے بارے میں بحث کریں گے۔

دُنیا کے تمام سماجوں کے اپنے سماجی مقاصد ہوتے ہیں اور سماج انھیں حاصل کرنے کے لیے ہمیشہ کوشاں رہتا ہے۔ اِن مقاصد کا حصول ہی کسی بھی سماج کی ترقی کا پیمانہ ہے۔ اِن مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے ہر سماج سماجی قدروں اور سماجی اصولوں کا ایک نظم استوار کرتا ہے اور سماج کے افراد اِن اصولوں اور قدروں کے مطابق عمل کریں ایسی توقع اُن سے رکھی جاتی ہے؛ لیکن اِس کے باوجود سماج کے سبھی افراد اِس توقع کے مطابق عمل کریں ایسا ہمیشہ ہوتا نہیں ہے۔ کبھی جانتے ہوئے تو کبھی انجانے میں وہ اِن توقعات کے خلاف عمل کرتے ہیں۔ سماج کے افراد جب اُن سے کی گئی توقعات کے برخلاف عمل کریں تب سماجی مسائل پیدا ہوتے ہیں۔

انسانی تاریخ پر اگر نظر ڈالیں تو معلوم ہوتا ہے کہ قدیم سماج ہو یا جدید ترقی یافتہ سماج، وہ کبھی مسائل سے آزاد نہ تھا۔ جوں جوں دور بدلتے گئے توں توں سماجی مسائل کا روپ بھی بدلتا گیا۔ دوسرے لفظوں میں یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ جوں جوں سماجی شعور یا سماجی بیداری کی نشوونما ہونے لگی توں توں نئے نئے سماجی مسائل بھی نظر آنے لگے۔ اِس کے علاوہ، جغرافیائی اور ماحولیاتی تبدیلیاں، شہرکاری، صنعت کاری، سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں ترقیاتی فلانگ سے نئی نئی شخصی قدریں اور قوانین کی ترقی جیسے تبدیل آور عناصر نے بھی کئی نئے سماجی مسائل پیدا کیے ہیں۔ اِن حالات میں سماجی نظام کے تحفظ کے لیے مسائل پر قابو پاکر، اُن کو دور کرنے کے لیے سائنسی مطالعہ ضروری ہوجاتا ہے۔

جدید سماجیات کے موضوع میں سماجی مسائل کا سائنسی مطالعہ اہمیت کا حامل ہے۔ عموماً مسائل کی طرف سماج کے الگ الگ طبقوں کے لوگ نفرت یا بے زاری کی نظر سے دیکھتے ہیں؛ لیکن ماہرینِ سماجیات ایسے مسائل کا تجزیہ بغیر کسی تعصب کے کرتے ہیں اور اُن کی وجوہات کی تفتیش کرنے میں اپنی توجہ مرکوز کرتے ہیں۔ سماجیات میں سماجی مسائل کو سماج کے مروّجہ سماجی اصولوں اور قدروں کے سامنے آزمائشی حالات شمار کیا گیا ہے۔ ماہرینِ سماجیات دیگر قسم کے انسانی برتاؤ کا جس طرح مطالعہ کرتے ہیں اُسی طرح علمی نکتۂ نظر سے وہ سماجی مسائل کا بھی مطالعہ کرتے ہیں۔ اُن کا اصل مقصد سماجی مسائل کی وجوہات کو سمجھنا، سماجی برتاؤ کے دیگر شعبوں کے ساتھ سماجی مسئلہ کیا اور کیسا تعلق رکھتا ہے اُس کا تجزیہ کرنا ہے۔

سماجی مسئلہ کی تعریف

عزیز طلبہ، سماجی مسئلہ کے تعارف میں دیکھا کہ کوئی بھی سماج مسائل سے آزاد نہیں۔ ہر سماج یا ملک کے اپنے خود کے مسائل ہیں؛ لیکن یہ مسائل ہمیشہ یکساں ہی ہوں یہ ضروری نہیں۔ سماجی اصول، ثقافتی قدریں اور علاقائی خصوصیات کی وجہ سے ایک گروہ یا ملک کے مسائل کا دیگر گروہ یا ملک سے مختلف ہونا ممکن ہے۔ اِس سماجی پیچیدگی کی وجہ سے سماجی مسئلہ کی متفقہ تعریف پیش کرنا مشکل کام ہے۔ اِس کے باوجود الگ الگ ماہرین نے سماجی مسائل کے سائنسی مطالعہ کے ذریعہ متفقہ معنی کی وضاحت کرنے کی کوشش کی ہے۔

امریکہ کی مشیگن یونیورسٹی کے ماہرین رچرڈ سی.فؤلر اور رچرڈ مایرس 'Some Aspects of Theory of Social Problems' میں سماجی مسائل کی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ، ''سماجی مسئلہ یعنی برتاؤ کے وہ پہلو یا حالات، جنھیں سماج کے یا گروہ کے قابلِ لحاظ تعداد افراد ناگوار مانتے ہوں۔ سماج کے یہ قابلِ لحاظ افراد یہ مانتے ہیں کہ ایسی ناگوار صورتِ حال کو دور کرنے کے لیے اور مسئلہ کی وسعت کو کم کرنے کے لیے اصلاحی پالیسیاں، پروگرام اور خدمات کی ضرورت پیدا ہوتی ہے۔''

امریکی ماہر پی.بی.ہورٹن اور جی.آر.لیسلی 'The Sociology of Social Problems' میں لکھتے ہیں کہ ''سماجی مسئلہ ایک ایسی صورت حال ہے جو لوگوں کی قابلِ لحاظ تعداد کو ناگوار طریقہ سے متاثر کرتی ہے اور ایسی صورتِ حال کے بارے میں اجتماعی اقدام کے ذریعہ کچھ کیا جاسکتا ہے ایسا لوگ مانتے ہیں۔''

سماجی مسئلہ کی خصوصیات

سماجی مسئلہ کی مندرجۂ بالا تعریفوں سے اِس کی خصوصیات حسبِ ذیل بیان کی جاسکتی ہیں :

(1) سماجی مسئلہ سماج میں مروّج ایک قسم کی الزامی صورتِ حال ہے۔

(2) یہ صورتِ حال سماج کے یا گروہ کے قابلِ لحاظ تعداد افراد کو متأثر کرنے والی ہے۔ حالانکہ یہاں ایک بات کا ذکر کرنا چاہیے کہ قابلِ لحاظ تعداد سے مراد کتنی تعداد ہے اِس کا کوئی متعین عدد نہیں ہے۔

(3) یہ صورتِ حال قابلِ لحاظ تعداد کے افراد کو ناگوار لگتی ہے۔

(4) اِس ناگوار صورتِ حال کو دور کرنے کے لیے کوئی نہ کوئی اجتماعی اقدام کرنا چاہیے ایسا محسوس کیا جاتا ہے۔

(5) یہ صورتِ حال مستقل نہیں ہے، بلکہ اُسے دور کیا جاسکتا ہے، ایسا یقین پایا جاتا ہے۔

(6) سماج کے اہم اصول اور قدروں کی خلاف ورزی کا اندیشہ پیدا ہوتا ہے۔

(7) سماجی مسئلہ انفرادی نہیں بلکہ سماجی ہوتا ہے۔

(8) سماجی مسئلہ کے نتیجے سماجی ہوتے ہیں اور اس لیے اُن کا اثر سماج کے دیگر معاملات پر بھی پڑتا ہے۔

(9) سماجی مسئلہ ایک قسم کی نسبتی سورت حال ہے۔ اِس کا مطلب یہ ہوا کہ ایک سماج میں جو صورتِ حال سماجی مسئلہ شمار کی جاتی ہو وہ صورتِ حال دوسرے سماج میں سماجی مسئلہ نہ بھی مانا جاتا ہو۔

عزیز طلبہ، سماجی مسائل کی مندرجہ بالا خصوصیات سے آپ کو سماجی مسئلہ کسے کہا جاسکتا ہے اُس کی پوری وضاحت ہوگئی ہوگی۔ اب ہم بھارتی سماج میں پائے جانے والے الگ الگ تین مسائل کے بارے میں تفصیل سے وضاحت حاصل کریں گے۔

غیر یکساں جنسی تناسب کا مسئلہ

غیر یکساں جنسی توازن

عورت اور مرد سماج روپی رتھ کے دو پہیے ہیں۔ دُنیا کے کسی بھی سماجی نظام کو اگر متحرّک رہنا ہو تو سماج رتھ کے اِن دو پہیّوں کے درمیان توازن لازمی ہے۔ اگر اِن پہیّوں کے درمیان توازن بگڑ جائے تب رتھ میں بقیہ کتنی ہی سہولتیں ہونے کے باوجود وہ آگے چل نہیں سکتا۔

عزیز طلبہ، غیر یکساں جنسی تناسب کا مسئلہ سماج رؤپی رتھ کے اِن دو پہیّوں کے درمیان عدم توازن کی نشان دہی کرتا ہے۔ ایک طریقہ سے دیکھیں تو فرد کی جنس کلّی طور سے حیاتیاتی معاملہ ہے۔ فرد اپنی پسند سے اپنی جنس طے نہیں کرسکتا یا اُسے بدل بھی نہیں سکتا۔ اِس کے علاوہ فرد کو عورت کے رؤپ میں پیدا ہونا ہے یا مرد کے طور پر پیدا ہونا ہے وہ بھی اُس کی پسند کے دائرے سے باہر ہے۔ ایسے وقت میں دِل میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ غیر یکساں جنسی تناسب کا مسئلہ کس لیے سماجی مسئلہ ہے۔

اِس سوال کے جواب میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ کائنات کی تخلیق اور فنا فطرت کی دَین ہے؛ لیکن کائنات کے اِس عمل میں انسان کی یا سماج کی دخل اندازی ہوتی ہے، اُس وقت وہ سماجی مسئلہ کا رؤپ اختیار کرتا ہے۔ جدید دور میں سائنس، ٹیکنالوجی، ذرائع ابلاغ اور مواصلاتی ذرائع وغیرہ میں ترقی کی وجہ سے مادّی حالات بڑی تیزی سے تبدیل ہوئے ہیں؛ مگر اُس کے ساتھ ساتھ فرد کے خیالات، عقیدے، قدریں، روایتوں وغیرہ میں اِتنی تیزی سے تبدیلی آئی نہیں ہے۔ جس جوش وخروش سے فرد نئی خریدی ہوئی موٹر کار کی خوشی کا اظہار کرسکتا ہے، اِتنے ہی جوش وخروش سے بیٹی کی پیدائش کا خوشی سے استقبال نہیں کرسکتا۔ یہ سماج کا سچ ہے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کا غلط استعمال اور اور جمودی روایتوں کی تقلید کی وجہ سے آج بھارت میں مردوں کی تعداد کے مقابلے میں عورتوں کی تعداد کم ہوئی ہے۔ گجرات بھی اِس سے

بری نہیں۔ 2011 کی مردم شماری کے مطابق گجرات میں 0 سے 6 سال عمر گروہ کے فی ہزار لڑکوں کے مقابل صرف 886 لڑکیاں ہیں۔ کچھ تعلقوں میں تو یہ تعداد 700 سے 750 تک پہنچ گئی ہے جو واقعی میں بڑی تشویش کا موضوع ہے۔

مرد-عورت کے اِس غیر یکساں جنسی تناسب نے کئی سماجی مسائل پیدا کیے ہیں، اس لیے ایک سماجی مسئلہ کے طور پر اُس کی وجوہات اور منفی اثرات کے بارے میں معلومات حاصل کرکے اُسے حل کرنے کے اقدام کی سمجھ حاصل کریں گے۔

غیر یکساں جنسی تناسب کیا ہے؟

جنسی تناسب کا مطلب ہے فی ہزار مردوں پر عورتوں کی تعداد بتانے والا پیمانہ۔ غیر یکساں جنسی تناسب یعنی سماج میں مردوں کی تعداد کے مقابلے عورتوں کی کم-زیادہ تعداد کی نشان دہی۔

بھارت اور گجرات میں فی ہزار مردوں کے سامنے عورتوں کا تناسب حسبِ ذیل ہے۔

بھارت اور گجرات میں فی ہزار مردوں کے مقابلے عورتوں کا تناسب

نمبر	سال	بھارت	گجرات
1.	1901	972	954
2.	1911	964	946
3.	1921	955	944
4.	1931	950	945
5.	1941	945	941
6.	1951	946	952
7.	1961	941	940
8.	1971	930	934
9.	1981	934	942
10.	1991	927	934
11.	2001	933	920
12.	2011	940	918

(ماخذ: Gender Composition of Population Provisional PopulationTotals India, P.80)

غیر یکساں جنسی تناسب کے مسئلہ کی وجوہات

غیر یکساں جنسی تناسب کا مسئلہ موجودہ بھارت کا ایک اہم آبادی سے متعلق سماجی مسئلہ ہے۔ سماجیات کے مطالعہ کرنے والے کی حیثیت سے ہمارا مقصد اِس مسئلہ کی وجوہات اور اُس کے منفی اثرات معلوم کرکے اُسے حل کرنے کی تدابیر تلاش کرنا ہے۔ یہاں سب سے پہلے اِس مسئلہ کی وجوہات کے بارے میں معلومات حاصل کریں۔

(1) پدرشاہی خاندانی نظام :

تقریباً تمام ہی سماجوں میں پدرشاہی خاندانی نظام دکھائی پڑتا ہے، جو اختیار اور اطاعت کے رشتہ پر مبنی ہے۔ اِس قسم کے خاندانی نظام میں عورت کے مقابلے مرد کا درجہ بلند ہوتا ہے۔ خاندان کی نسل آگے بڑھانا، ملکیت کے وارث طے کرنا جیسے فیصلوں کا اختیار صرف مرد کے پاس ہوتا ہے۔ وہ جس طرح چاہے خاندانی فیصلے لیے جاتے ہیں، نتیجہ میں ایسے خاندانوں میں مرد کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔ اِتنا ہی نہیں بچہ پیدا کرنا یا نہیں اِس کا فیصلہ کرنے میں بھی بیوی کی حیثیت سے عورت کے فیصلے کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔ اِس لیے اِس قسم کا خاندانی نظام غیر یکساں جنسی تناسب میں اہم ثابت ہوتا ہے۔

(2) جنسی امتیاز :

کئی مطالعوں کے نتیجوں سے پتہ چلا ہے کہ عورت-مرد کے درمیان نظر آنے والے تفاوتوں کے لیے پیدائشی حیاتیاتی خصوصیات ذمہ دار ہیں۔ عورت-مرد کے پیدائشی کردار میں تفاوت اُس کا سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ سماجی زندگی کے تمام میدان جنسی فرق کے بغیر عورت-مرد دونوں کے لیے کھلے ہونے چاہئیں۔ جسے جو میدان موافق لگے اُس میں اُس کو ترقی کرنے کا موقع دینا چاہیے۔ ڈاکٹر نیرا دیسائی کے معائنہ کے مطابق جنسی امتیاز کی وجہ سے عورتیں اور مردوں کے کام میں امتیازی برتاؤ نظر آتا ہے۔ اب تک جنسی امتیاز کے بارے میں یکساں نہیں مگر دوہرے معیار نظر آتے ہیں۔ مشہور ماہر **سی وارڈ** کے مطابق عورت اور مرد کی قوت، دلچسپی اور رجحان کے تفاوتوں کو حیاتیاتی تفاوتوں سے کوئی نسبت نہیں اس طرح جنسی امتیاز حیاتیاتی ہے۔ یہ حیاتیاتی غیر یکسانیت غیر توازنی جنسی تناسب کا مسئلہ پیدا کرتی ہے۔

(3) مادہ جنین کا قتل (عورت-قتلِ حمل) :

غیر یکساں جنسی تناسب کے مسئلہ کی سب سے اہم وجہ مادہ جنین کا اِسقاط ہے۔ بھارتی پدرشاہی خاندانی نظام میں لڑکے کی پیدائش کی بڑی اہمیت ہے، جب کہ لڑکی کی پیدائش قابلِ استقبال نہیں مانی جاتی۔ مذہبی، سماجی اور ثقافتی وجوہات کی بنا پر ایک یا دوسری وجہ سے بیٹے کی پیدائش کی اہمیت بڑھتی گئی اِس لیے لڑکا حاصل کرنے کی دُھن بھی بڑھتی گئی۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی کی وجہ سے اب سونوگرافی کی مدد سے رحمِ مادر میں موجود بچہ کی جنس کا پتہ لگایا جاسکتا ہے۔ حالانکہ اِس طرح جنسی تفتیش قانونی طور سے جُرم ہونے کے باوجود کچھ حالات میں رحم مادر میں موجود بچہ اگر مادہ ہے یہ پتہ چل جائے تو اسقاطِ حمل کے ذریعہ مادہ جنین کا قتل کیا جاتا ہے۔ لڑکی کو خفیہ طور سے دودھ پیتی کرنے کے صدیوں پرانے رِواج کی جدید کاری جیسے اِس طریقے کی وجہ سے عورتوں کی تعداد میں قابلِ قدر کمی واقع ہوئی ہے۔

(4) سماجی روایتیں اور غلط رواج

غیر یکساں جنسی تناسب کے لیے زیادہ تر سماجی روایتیں، غلط رواج اور غلط قاعدے بھی ذمہ دار ٹھہرائے جاسکتے ہیں۔ طفلی شادیاں، دہیز کا رواج، ستی کا رواج، دیوداسی کا رواج، بیواؤں کی دوبارہ شادی کی ممانعت جیسی کئی روایتوں اور رسموں نے عورتوں کے وجود کے سامنے مسائل کھڑے کیے ہیں۔ ''لڑکی سانپ کا گٹھا''، ''لڑکی تو پرائی امانت ہے''، ''لڑکی اور گائے جس طرف لے جاؤ جائے'' جیسی کہاوتیں عورتوں کے بارے میں مروّجہ سماجی روایتوں اور غلط رواجوں کے لیے گواہی دیتی ہیں۔ سماج کے اِن غلط رواجوں کی جالوں میں بیٹیوں کو سب سے زیادہ برداشت کرنا پڑتا ہے، اس کے نتیجہ میں لڑکی کی پیدائش قابلِ استقبال نہیں مانی جاتی۔ اِس طرح، سماج کے غلط رواج اور قاعدے غیر یکساں جنسی تناسب کا مسئلہ پیدا کرتے ہیں۔

(5) خاندان کی معاشی حالت :

موجودہ دور میں غریبی، بے روزگاری اور مہنگائی جیسے معاشی عوامل صرف وسطی اور غریب طبقوں کے لیے ہی نہیں بلکہ اونچے طبقہ کے لیے بھی اولاد کی پرورش میں مزاحم ثابت ہورہے ہیں۔ بچہ کی پیدائش سے لے کر جب تک وہ معاشی لحاظ سے اپنے پیروں پر کھڑا نہ ہوجائے تب تک کی تمام ذمّہ داری ماں باپ کو اٹھانی پڑتی ہے۔ اِس کے علاوہ، اب آہستہ آہستہ چھوٹے قد کے خاندان یا علاحدہ خاندانوں کی تعداد بھی بڑھتی جارہی ہے۔ یہ صورتِ حال بیٹے کی پیدائش کی توقع میں خاندان میں بچوں کی تعداد خاندان کی حالت کو مشکل بناتی ہے۔ اِن تمام وجوہات کی بنا پر مادہ جنین قتل کے واقعات کی مقدار میں اضافہ ہوا ہے۔ تو دوسری طرف ایسی کمزور معاشی حالت میں زوجین کو خاندان میں صرف ایک یا دو بچے ہوں یہ زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اِس طرح سے دیکھیں تو معاشی عوامل بھی بلاواسطہ طریقہ سے غیر یکساں صنفی تناسب کے لیے ذمہ دار ہے۔

(6) عورتوں کی غیر قدرتی اموات :

حیاتیاتی سائنس کی نظریہ سے عورتیں مردوں سے زیادہ توانا ہونے کی وجہ سے مردوں سے زیادہ طویل زندہ رہتی ہیں؛ لیکن ناقص سماجی ماحول عورتوں کو غیر قدرتی موت کی طرف لے جاتا ہے۔ بھارت میں عورتوں کی غیر قدرتی اموات کے لیے سب سے اہم ذمّہ دار وعامل جہیز کا رِواج ہے۔ سسرال والوں کی طرف سے جہیز کے مطالبے کی وجہ سے عورت خودکشی کا آخری قدم اٹھاتی ہے۔ تو کئی مرتبہ سسرال والوں کے ہاتھوں ہی جہیز کے لیے عورت کا قتل کیا جاتا ہے۔ بھارت میں 2012 میں 18,233 عورتیں اِس جہیز کے رواج کی وجہ سے موت کے مُنہ میں گئیں ہیں یہ درج کیا گیا تھا۔ اِس کا مطلب یہ ہوا کہ بھارت میں ہر 90 منٹ میں ایک عورت جہیز کی موت مرتی ہے۔

اِس کے علاوہ پچھلے کچھ سالوں سے اونر کیلنگ (Honour Killing) کی وجہ سے عورتوں کی اموات کے واقعات نے سب کی خاص توجہ مرکوز کی ہے۔

عورت کے کیے گئے کسی عمل یا فعل کی وجہ سے تمام خاندان خود کی آبروزنی ہوئی ہو یا شرم ناک صورتِ حال سے گزرنا پڑا ہو ایسا محسوس ہو اور خاندان کے افراد کے ذریعہ ہی عورت کا قتل کیا جائے ایسے واقعہ کو اونر کیلینگ کہا جاتا ہے۔ خاندان کی مرضی کے خلاف عورت کا شادی کرنا، پیار یا عصمت دری جیسے واقعات کی وجہ سے اونر کیلینگ کے واقعات میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ بھارت میں پنجاب، ہریانہ، بہار، اُتّر پردیش، راجستھان، جھارکھنڈ، ہماچل پردیش اور مدھیہ پردیش ریاستوں میں اونر کیلینگ کے واقعات خصوصی طور سے دکھائی دیے ہیں۔

اِس کے علاوہ طلاق، بن بیاہی ماں، عصمت دری، مسلسل بےعزّتی یا نظرانداذی، خاندان کے افراد یا سسرال والوں کی طرف سے ظلم وزیادتی جیسی وجوہات نے بھی عورتوں کو غیر قدرتی اموات کی طرف دھکیلا ہے۔ عورتوں کے غیر قدرتی اموات کے یہ واقعات جنسی تناسب میں غیر یکسانیت پیدا کرنے میں فیصلہ کن ثابت ہوتے ہیں۔

(7) نقل مکانی :

ملازمت، پیشہ، کاروبار، تعلیم یا ایسی کسی نہ کسی وجہ سے ایک علاقہ سے دوسرے علاقہ میں نقلِ مکانی جنسی تناسب میں غیر یکسانیت پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ فرد اپنا علاقہ ترک کرکے دیگر علاقہ میں جائے تب اُس کے اپنے علاقہ کی آبادی اور ہجرتی کے طور پر وہ جہاں آباد ہوتا ہے اُس علاقہ کی آبادی-اِن دونوں میں تفاوت پیدا ہوتا ہے۔ یہ تفاوُت اُس علاقہ کے جنسی تناسب میں غیر یکسانیت پیدا کرتا ہے۔ مثلاً، ڈاکٹر کوشِک کے بھاؤنگر کے قریب واقع النگ شِپ بریکنگ یارڈ کے مزدوروں کے ایک مطالعہ میں دیکھا گیا تھا کہ یارڈ کے کُل مزدوروں میں سے اکثر مزدور دوسری ریاستوں کے مرد ہی تھے۔

اِس کے علاوہ، معاشی ترقی حاصل کرنے کے لیے جو ہجرت کی جاتی ہے وہ بھی غیر یکساں جنسی تناسب کا مسئلہ پیدا کرتی ہے۔ بھارتی سماج میں روایتی طور پر تقسیم کار اِس طرز پر ہوا ہے جس میں مردوں کے لیے روزگار کی تلاش اور عورتوں کے لیے گھریلو امؤر ادا کرنا، بچّے پیدا کرنا اور بچوں کی پرورش ہے۔ عموماً روزگار کی تلاش میں مرد ایک مقام سے دوسرے مقام پر آسانی سے جاسکتا ہے، جب کہ عورت کے لیے بندھن ہے۔ بھارت میں کئی کھیت مزدور ایک ریاست سے دوسری ریاست میں ہجرت کرتے ہیں۔ کاروبار اور صنعت کاری جہاں زیادہ ہوتے ہیں وہاں روزگار کے لیے ہجرتی افراد کی تعداد زیادہ ہوتی ہے۔ اِس طرح، ایک ریاست سے دوسری ریاست میں یا پردیس میں مردوں کی ہجرت زیادہ ہے۔ ہجرت کی اِس طرز میں عورتوں کو اپنے وطن میں رہنا پڑتا ہے۔ اِس کی وجہ سے الگ الگ ریاست میں جنسی تناسب مختلف پایا جاتا ہے، جسے ہم غیر یکساں جنسی تناسب کہتے ہیں۔

غیر یکساں جنسی تناسب کے منفی اثرات

بھارت میں مردوں کے مقابلے عورتوں کا گھٹتا ہوا تناسب کئی سماجی مسائل پیدا کرتا ہے۔ سماجی نظام میں عورت-مرد دونوں کی کارگزاری اہم ہے۔ سماج کی سماجی، مذہبی، معاشی، خاندانی اور تعلیمی ترقی میں مرد کے ساتھ ساتھ عورت کا رول بھی اتنا ہی اہم ہے۔ بچہ پیدا کرنے کے بعد اُس کی پرورش کرکے عورت خاندانی وراثت کا سلسلہ بنائے رکھتی ہے۔ عورتوں کی گھٹتی ہوئی تعداد سماجی تسلسل اور دوام کو برقرار رکھنے میں رُکاوٹ بن سکتی ہے۔

عورت-مرد کا غیر یکساں جنسی تناسب شادی کے ادارے پر منفی اثر پیدا کرتا ہے۔ مردوں کے مقابلے عورتوں کی کم تعداد کی وجہ سے سماج میں غیر شادی شدہ افراد کی تعداد بڑھ جانے سے لازمی گنوارا پن میں اضافہ ہوتا ہے۔ بیٹے کی شادی نہ ہونے تک والدین کو تناؤ بھری حالت میں جینا پڑتا ہے۔ اِس کے علاوہ، عورتوں کی تعداد کم ہونے کی وجہ سے لڑکیوں کے کاروبار کو بڑھاوا ملتا ہے، یعنی کہ مردوں کو شادی کے لیے اونچا دام چکانا پڑتا ہے۔ اِس لیے جن افراد کے پاس زیادہ دولت یا جائداد ہو ایسے افراد اونچے دام چکا کر شادی کر سکتے ہیں، جب کہ غریب-متوسّط طبقہ کے نوجوانوں کی شادیوں کے لیے لڑکے لڑکی کی پسند کا مسئلہ پیچیدہ بن جاتا ہے۔ تو کئی بار اونچی ڈِگری کی حامل عورت کو اپنے سے کم تر ڈگری والے مرد سے یا اونچی ڈگری والے مرد کو اپنے سے کم تر ڈگری والی عورت سے شادی کرنی پڑتی ہے۔ اِس کے علاوہ، غیر یکساں جنسی تناسب کی وجہ سے دولہے کے لیے دُلہن تلاش کرنے کا یا خصوصاً جسے اپنی ہی برادری میں شادی کرنے کا اصرار ہو ایسے خاندان میں بچپن سے ہی اپنے خاندان کی لڑکی کو لڑکی والے نوجوانوں کو دینی پڑتی ہے۔ یعنی ساٹا طریقہ اختیار کرنا پڑتا ہے۔ اِس طرح دیکھیں تو غیر یکساں جنسی تناسب کی وجہ سے بے جوڑ شادیوں کی صورتِ حال پیدا ہوتی ہے۔

اِس کے علاوہ، مردوں کے مقابلے عورتوں کی تعداد کم ہونے کی وجہ سے عورتوں پر مظالم میں اضافہ ہوتا ہے۔ بھارت میں مختلف ریاستوں میں دِن بہ دِن بڑھتے ہوئے چھیڑ چھاڑ، جنسی پریشانی اور عصمت دری کے واقعات اِس کی گواہی دیتے ہیں۔ اِسی کے ساتھ جنسی تناسب کی یہ غیر یکسانیت گیے (Gay) اور لیسبیَن (Lesbian) جیسے ہم جنسی تعلقات اور عصمت فروشی کو بھی فروغ دیتی ہے۔ ایڈز (AIDS) جیسی جنسی بیماریوں کے مریضوں کی تعداد میں اضافہ کے پیچھے براہ راست

یا بلاواسطہ جنسی تناسب میں غیر یکسانیت اہم ثابت ہوتا ہے۔

غیر یکساں جنسی تناسب کے مسئلہ کے سدِّ باب کی تدابیر

غیر یکساں جنسی تناسب کے مسئلہ کو کم کرنے کے لیے عورتوں سے متعلق عقیدوں، قدروں میں تبدیلی کی ضرورت ہے۔ اِس کے لیے حکومت، خود اختیاری ادارے (NGO)، دانشمند افراد، سماجی مفکّر، مذہبی پیشوا اور عوامی خادموں کو مل کر مشترکہ کوشش کرنی چاہیے۔ باوجود اس کے،

- لڑکیوں کی پیدائش کو ترغیب دینے والی پالیسی تیار کرنا۔
- عورت اور مرد کو آئینی طور سے اور قانونی طور سے یکساں حقوق ملتے ہیں؛ مگر حقیقت میں سماجی زندگی میں دونوں کو یکساں اہمیت دی جائے اِس کے لیے اقدام اُٹھانا۔
- جن خاندانوں میں بچوں میں صرف ایک لڑکی ہی ہو ایسے خاندانوں کو دیگر خاندان کے افراد کو لڑکی کی پیدائش کے لیے ترغیب دِلانا۔
- عورتیں خود بیدار اور متحد ہو کر اپنے وجود کے لیے عوام میں بیداری پیدا کریں۔
- ماس میڈیا کو چاہیے کہ وہ غیر یکساں جنسی تناسب کے مسئلہ کی اشاعت کر کے عوام میں بیداری پیدا کرنا۔
- بیٹے-بیٹیوں کی سماج کاری میں یکسانیت کی قدریں اُن کے اندر پیدا ہوں ایسی کوششیں کرنا۔
- جِنین قتل کو روکنا۔
- جِنین کی تفتیش کے قانون پر سختی سے عمل کرنا۔
- یکساں جنسی تناسب کے سنجیدہ اثرات سے نوجوانوں کو باخبر کریں۔ اس کے لیے اسکول-کالجوں میں سیمینار، کانفرنس وغیرہ کا اہتمام کرنا۔
- خود اختیاری کے ادارے (NGO) کا اِس میدان میں تعمیری رول ادا کرنا۔
- سماج کی غلط رسمیں، غلط رواج اور چلن میں تبدیلی لانے کے لیے کوششیں کرنا۔
- جہیز پر ممانعت کے قانون پر سختی سے عمل پر توجہ دینا۔

ایچ.آئی.وی. ایڈز (HIV AIDS) – ایک سماجی مسئلہ

ایچ.آئی.وی. ایڈز

ایچ.آئی.وی. ایڈز ایک عالمگیر سماجی مسئلہ ہے۔ دُنیا میں شاید ہی کوئی ایسا ملک ہوگا جس میں ایڈز کے مریض نہ ہوں! ایچ.آئی.وی. کے شکار مریضوں کی تعداد میں جنوبی افریقہ، نائجیریا کے بعد بھارت دُنیا میں تیسرے نمبر پر ہے۔ NACO (National Aids Control Organisation) کی 14-2013 کی سالانہ رپورٹ کے مطابق بھارت میں 2011 میں 15 سے 49 سال کی عمر کے لوگوں میں HIV کی بیماری والے مریضوں کی تعداد 20.89 لاکھ تھی۔ نیشنل ایڈز کنٹرول آرگنائزیشن کے یہ اعداد وشمار بتاتے ہیں کہ بھارت میں HIV کے مریض اکثر نوجوان ہیں۔ اِس طرح دیکھیں تو نوجوانوں کے لیے ایڈز کا مسئلہ ایک چیلنج ہے۔ اِس کے علاوہ دیگر ممالک کے مقابلے میں جب بھارت کے نوجوانوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے، تب ایڈز کے نوجوان مریضوں کی مندرجۂ بالا تعداد باعثِ تشویش ہے۔

AIDS کیا ہے؟

آسان الفاظ میں ایسا کہہ سکتے ہیں کہ AIDS یعنی جسم نے حاصل کی ہوئی بیماری سے لڑنے کی طاقت کی بربادی کی نشانیاں۔ لفظی معنی دیکھیں تو AIDS کا مطلب ہے۔

A	=	Acquired	(حاصل کیا ہوا)
I	=	Immune	(بیماری سے لڑنے کی طاقت)
D	=	Deficiency	(کمی)
S	=	Syndrome	(نشانی)

اِس طرح، ایڈز یعنی انسان کے جسم میں بیماری سے لڑنے کی طاقت کی کمی کی وجہ سے ہونے والی کئی بیماریاں۔جسم میں HIV وائرس داخل ہوجائے اُس کے کچھ سالوں کے بعد فرد کو ایڈز کی بیماری ہوتی ہے۔ HIV کا مطلب ہےHuman Immuno Deficiency Virus ۔ یہ وائرس فرد کے جسم میں داخل ہوکر آہستہ آہستہ اُس کی بیماری سے لڑنے کی طاقت کوختم کرتا ہے۔ اور نتیجہ کے طور پر ایچ.آئی.وی. وائرس والے فرد کا جسم کئی بیماریوں میں مبتلا ہوجاتا ہے۔فرد کے جسم کی یہ حالت کا نام ہے ایڈز۔

ایڈز کا سب سے پہلا مریض 1981 میں درج کیا گیا تھا۔ امریکہ کے لاس اینجلس میں ہم جنسی تعلقات میں ملوّث مردوں سے یہ مرض آہستہ آہستہ ڈرگز کے اِنجیکشن لینے والے عادی افراد میں اوراس کے بعد دنیا کے تمام ملکوں میں بڑی تیزی سے پھیل گیا۔

بھارت میں 1986 میں چنّئی میں سب سے پہلے ڈاکٹر سُنیتی سَولوَمَن نے ایک عصمت فروش کو ایچ.آئی.وی. مریض ہونے کی تفتیش کی تھی۔ اِس کے بعد کے سالوں میں عصمت فروشوں میں اِس مرض کے نشان پائے گئے تھے۔ 1987 تک ایچ.آئی.وی. کے اور نئے 135 مریض شامل ہوئے تھے، جن میں 14 افراد تو مکمل طور سے ایڈز میں مبتلا تھے۔

ایڈز کس طرح پھیلتا ہے؟

ایڈز ایچ.آئی.وی. وائرس سے ہونے والا مرض ہے۔ ایچ.آئی وی. وائرس جسم کے باہر بڑی آسانی سے ختم ہوجاتا ہے؛ مگر ایک مرتبہ وہ انسانی جسم میں داخل ہوجائے اُس کے بعد اُس کوختم کرسکے ایسی کوئی دوائی یا ٹیکہ اب تک ایجادنہیں کیا جاسکا ہے۔ ایڈز کے وائرس انسانی جسم میں کس طرح داخل ہوتے ہیں اس کے بارے میں وضاحت ڈاکٹر پرکاش وَیشنو اور ڈاکٹر وَرَج لال پٹیل نے ''ایڈز اِس یُگ کا مہا کال'' کتاب میں کی ہے۔ اُن کی رائے میں ایڈز کے وائرس اکثر پر مندرجۂ ذیل چار ذرائع سے فرد کے جسم میں داخل ہوتے ہیں :

(1) جنسی تعلق کے ذریعہ
(2) خون کے ذریعہ
(3) ماں کے ذریعہ
(4) جراثیم آلودآلات کے ذریعہ

ایڈز کس طرح نہیں پھیلتا ؟

(1) ایڈز کے مریض سے مصافحہ کرنے سے، ساتھ میں اُٹھنے بیٹھنے سے، ساتھ مل کر کھانے سے، گلے ملنے سے یا بوسہ لینے سے ایڈز کی چھوُت لگتی نہیں ہے۔
(2) تالاب، ندی یا سویمنگ پوُل میں ساتھ میں نہانے سے ایڈز کی چھوُت لگتی نہیں ہے۔
(3) ایڈز کے مریض کی کھانسی یا چھینک سے ایڈز پھیلتا نہیں ہے۔
(4) مکھی، مچھر یا کھٹمل سے ایڈز پھیلتا نہیں ہے۔
(5) عوامی پاخانوں کے استعمال سے ایڈز پھیلتا نہیں ہے۔
(6) ایڈز کی چھوت کا شکار مریض کے آنسوٗ یا پسینہ سے ایڈز پھیلتا نہیں ہے۔

ایچ.آئی.وی. ایڈز کی وجوہات :

عزیز طلبہ، ایچ.آئی.وی. ایڈز صرف ایک عالم گیر عوامی صحت کا ہی مسئلہ نہیں ہے؛ بلکہ وہ سماجی اصولوں اور سماجی قدروں کی خلاف ورزی کا نتیجہ ہے۔ ایڈز میں مبتلا شخص اور اُس کے خاندان سے شروع کرکے سماج، ثقافت، معاشی نظام اور آبادی پر ایڈز کے منفی اثرات مرتّب ہوتے ہیں۔ اِن سب نکتۂ نظر سے دیکھیں تو ایچ.آئی.وی. ایڈز عوامی صحت کے ساتھ ایک سماجی مسئلہ بھی ہے۔ یہاں ایک سماجی مسئلہ کے طور پر ایڈز کی وجوہات کی تفصیلی وضاحت حاصل کریں۔

(1) غیر محفوظ جنسی تعلق :

ایڈز ہونے کی اہم وجہ ہے غیر محفوظ جنسی تعلق۔ روزگار حاصل کرنے کے لیے عصمت فروشی کے پیشہ سے جڑی عورتوں میں جنسی تعلق کا غیر محفوظ ہونا اکثر دیکھا جاتا ہے۔ ایک عصمت فروش عورت کئی مردوں کے جنسی عمل کو پورا کرتی ہے اِس لیے اُس کے جنسی بیماریاں یا ایڈز میں مبتلا ہونے کا امکان سب سے زیادہ ہے۔ جدید تحقیقات اور رپورٹوں کے مطابق بے شمار عصمت فروش عورتیں ایچ.آئی.وی. ایڈز کی چھوُت میں مبتلا ہیں۔ ایڈز کی مریض عصمت فروش عورت کے ساتھ جنسی تعلق

باندھنے والے مرد کو بھی ایچ.آئی.وی. کی چھوت لگتی ہے۔ اِس کے برعکس ایڈز کا مریض مرد جب عصمت فروش عورت سے جنسی تعلق باندھتا ہے اُس وقت اُس عورت کو بھی ایچ.آئی.وی. کی چھوٗت لگ جاتی ہے۔ اِس طرح یہاں ایچ.آئی.وی. کا لین-دین ہوتا نظر آتا ہے۔

اِس کے علاوہ جدید زمانے میں شادی سے پہلے جنسی پاکیزگی اور شادی سے باہر کے تعلقات کے اصول کمزور ہوگئے ہیں۔ حسب خواہش جنسی عمل کا چلن بڑھا ہے۔ شوہر-بیوی کی ایک دوسرے کے ساتھ وفاداری پر ٹی.وی. کی سیریل سے لے کر فلموں اور سوشیل میڈیا نے منفی اثرات مرتب کیے ہیں۔ اِن ذرائع کے پیش کردہ پیغام کی وجہ سے جنسی زندگی میں رنگارنگی کی چاہ کی مقدار بڑھی ہے۔ اِن سب کی وجہ سے میٹروشہروں سے لے کر دیہاتوں میں عصمت دری کے واقعات کی مقدار روز بروز بڑھنے لگی ہے۔ نیشنل کرائم رِکارڈز بیؤرو کی 2013 کی سالانہ رپورٹ کے مطابق 2012 میں پورے بھارت میں 24,923 عصمت دری کے واقعات درج ہوئے تھے، جن میں 98 فی صد واقعات عصمت دری کرنے والا فرد نزدیکی یا شناسہ پایا گیا تھا۔ اِس کے علاوہ جدید دور میں ہم جنسی تعلقات کی مقدار میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ گے تعلق اور لیسبین رِلیشن شپ کی وجہ سے ایڈز میں مبتلا ہونے کا امکان سب سے زیادہ ہے۔ امریکہ، افریقہ اور انگلستان میں اس طرح کے جنسی تعلقات رکھنے والے افراد کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے اور حکومت نے بھی اِس طرح کے تعلقات کو منظوری دی ہوئی ہے، اِن ممالک میں ایڈز کے مریضوں کی تعداد بھی زیادہ ہے۔ اِس لیے غیر محفوظ جنسی تعلقات ایڈز کے پھیلنے کی سب سے اہم وجہ ہے۔

(2) بلڈ ڈونیشن (خون کی تبدیلی) :

عزیز طلبہ، ہم نے دیکھا کہ ایڈز کے وائرس باہر کے ماحول میں زیادہ وقت تک اپنا وجود باقی نہیں رکھ سکتے؛ لیکن اگر یہ وائرس جسم کے سیّال مادّے (خون، منی یا عورت کی پوشیدہ جگہ سے خارج ہوا پانی) ربط میں آئے تو اُس کا خاتمہ نہیں کیا جاسکتا۔ اِس کا مطلب یہ ہوا کہ ایکسیڈنٹ کی حالت میں خون کی ضرورت پیش آئے اُس وقت ایچ.آئی.وی. کی چھوٗت لگے ہوئے فرد کا خون لینا خطرناک ہے۔ ایچ.آئی.وی. چھوت والے فرد کا خون ایڈز پھیلانے والا اہم عوامل ہے۔ اس کے علاوہ، کچھ لوگ صرف روپیہ حاصل کرنے کے لیے باقاعدہ خون دیتے ہیں۔ ایسے پیشہ ورخون دینے والے ڈونر کے پاس سے لیا گیا جانچ بغیر کا خون لینے سے ایڈز میں مبتلا ہونے کا امکان بہت زیادہ ہے۔ ایکسیڈنٹ یا ناگہانی صورتِ حال میں جب بھی خون کی ضرورت پیش آئے اُس وقت جانچا ہوا خون لینے کا اصرار ایڈز کے سامنے حفاظت کرتا ہے۔ اِس کے علاوہ ایچ.آئی.وی. میں مبتلا فرد کے گُردے، آنکھیں، وہائٹ سیل یا اور کوئی بھی عضو منتقل کرکے کسی دوسرے فرد کے جسم میں لگایا جائے تو عضو حاصل کرنے والے فرد کو چھوت لگ سکتی ہے۔

(3) ماں کی معرفت بچّہ کو :

ایچ.آئی.وی. چھوٗت میں مبتلا عورت اگر حاملہ ہو تو ایسی عورت کی معرفت رحم میں موجود بچہ کو یا نوزاد بچّہ کو چھوٗت لگ سکتی ہے۔ ایڈز کے عالمی پھیلاؤ کے لیے یہ تیسری سب سے اہم وجہ ہے۔ حاملہ عورت کو علاج کی غیر حاضری میں بچہ کو پیدائش سے پہلے یا پیدائش کے بعد ایچ.آئی.وی. کی چھوٗت لگنے کا امکان 20% کے قریب ہے۔ ایچ.آئی.وی. چھوٗت والی عورت کی زچگی کے بعد دونوں کے درمیان اگر احتیاط نہ کیا جائے تو بچہ کو ایچ.آئی.وی. چھوت لگ سکتی ہے۔ اِس کے علاوہ بچہ کی پیدائش کے بعد اگر اُسے ماں کا دودھ پلایا جائے تو ایسے بچوں کو بھی ایچ.آئی.وی. چھوت لگنے کا امکان زیادہ ہے۔ مزید یہ کہ دیہی علاقوں میں اور آدی باسی گھروں میں کی جانے والی زچگی سے متعلق کچھ روایتی طریقوں میں ماں کی معرفت بچہ کو ایچ.آئی.وی. چھوت لگنے کا امکان زیادہ ہے۔

(4) نشہ آور اشیاء کا استعمال :

نشہ آور اشیاء کے عادی افراد کی بیماریوں سے لڑنے کی طاقت بہت ہی کمزور ہوتی ہے۔ اِس لیے ایسے افراد کو ایچ.آئی.وی. چھوت تیزی سے لگ سکتی ہے۔ جدید تحقیقات کی رپورٹ کے مطابق نشہ آور اشیاء کے کئی عادی ایڈز کے مریض ہیں یہ معلوم ہوا ہے۔ نشہ آور اشیاء کے عادی نشہ کرنے والے نشہ آور مادّہ انجکشن کے ذریعہ لیتے ہیں۔ اور اِنجکشن میں استعمال کی گئی ایک ہی سوٗئی وہ ایک دوسرے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ اِس لیے ایچ.آئی.وی. چھوت والا فرد جب ایسی سوئی دوسرے عادی کو دے اُس وقت وہ فرد بھی ایچ.آئی.وی. کی گرفت میں آجاتا ہے۔ شمال-مشرقی بھارت میں اِس وجہ نے ایڈز کو پھیلانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

اِن واضح وجوہات کے علاوہ آزاد جنس خیالات، شادی اور اُس کے بعد کی خاندانی ذمہ داریاں اُٹھانے سے بھاگنے کا رویّہ، جنسی زندگی کے بارے میں غلط تصورات، حد سے بڑھے ہوئے حوصلے، غریبی، تعلیم کی کمی، شہرکاری جیسی سماج اور تہذیب سے جڑی کئی وجہیں ایچ.آئی.وی. کے پیدا ہونے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

ایڈز کے منفی اثرات :

عزیز طلبہ، ایڈز کی وجوہات سے آپ پر یہ بات واضح ہوگئی ہوگی کہ ایڈز صرف فرد کا نجی مسئلہ نہیں ہے؛ بلکہ اُس کا تعلق براہِ راست فرد کے علاوہ سماج اور ثقافت سے ہے۔ اِس معنی میں دیکھیں تو ایڈز کے مریضوں کی بڑی مقدار کسی بھی ملک یا گروہ پر منفی اثر ڈالتی ہے۔

آگے دیکھ چکے اُس کے مطابق ایڈز ہونے کی اہم وجہ غیر محفوظ جنسی تعلق ہے۔ اِس لیے جب کسی فرد کی خون کی جانچ میں ایچ.آئی.وی. رپورٹ پوزیٹیو آئے تو وہ فرد ایک قسم کی شرم اور تذبذب محسوس کرتا ہے۔ سماجی آبرو پر داغ لگنے کے ڈر سے وہ اپنی بات کسی سے بیان نہیں کرسکتا۔ یہ حالت اُس کے لیے ناقابلِ برداشت ہوجاتی ہے۔ اِس کے علاوہ ایڈز کے مریضوں کی طرف لوگ بیزاری کا رویّہ اختیار کرتے ہیں۔

اِس کے علاوہ ایڈز کی وجہ سے ہونے والی اموات میں بچوں کی شرح اموات اور ماں کی شرح اموات علمِ آبادی سے متعلق مسائل پیدا کرتے ہیں۔ ایڈز کا علاج بہت ہی مہنگا ہونے کی وجہ سے فرد کے خاندان کے لوگوں سے لے کر ملک کے اقتصادی ڈھانچہ کو نقصان پہنچتا ہے۔ آگے دیکھا اُس کے مطابق بھارت میں ایڈز کے مریض اکثر 15 سے 49 عمر گروہ کے ہیں، نتیجہ یہ آتا ہے کہ ملک کے کاروبار، صنعت اور تعلیم پر بھی اِس کا منفی اثر پڑتا ہے۔ اِس کے علاوہ اس بیماری کی کوئی دوا یا ٹیکا ایجاد نہیں ہوا ہے اِس لیے اُس کے متعلق تحقیقات کرنے اور بیداری پیدا کرنے کی کوشش بھی مہنگی ثابت ہوئی ہے۔

ایڈز کی روک تھام یا قابو پانا :

عزیز طلبہ، ایڈز کی وجوہات اور اُس کے اثرات سے آپ کو سمجھ میں آگیا ہوگا کہ اگر اِس مسئلہ پر قابو نہ پایا گیا تو اِس سے کئی سماجی مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ علاوہ یہ کہ ایڈز کو دور کرنے یا ختم کرنے کی کوئی دوائی یا ٹیکا ابھی تک ایجاد نہیں ہوا ہے اِس لیے اِس کو قابو میں رکھنا بڑا مشکل کام ہے۔ اِن صورتِ حال میں ایڈز کو پھیلنے سے روکنا ہی ایک بہترین علاج ہے۔ لوگوں میں ایڈز کے بارے میں سائنسی بیداری پیدا ہو اور ایڈز کا خطرہ کم ہو ایسے اقدام ایڈز کو پھیلنے سے روکتے ہیں۔ ایڈز کو پھیلنے سے روکنے کے لیے کون کون سی باتیں موثر ہیں اُس کی معلومات حاصل کریں :

(1) ایڈز ہونے کی سب سے اہم وجہ غیر محفوظ جنسی تعلق ہے۔ اِس لیے محفوظ جنسی تعلق ایڈز کو پھیلنے سے روکنے والی اہم عوامل ہے۔ ایک ہی وفادار ساتھی سے جنسی تعلق اور جنسی تعلق کے دوران نِرودھ کا استعمال ایڈز کو روکنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

(2) ایچ.آئی.وی. چھوٗت والا فرد اگر خون دے تو اُس کے خون سے دوسرے فرد کو ایچ.آئی.وی. کی چھوٗت لگ سکتی ہے۔ اِس لیے ناگہانی حالات میں جب خون کی ضرورت پیش آئے اُس وقت ایچ.آئی.وی. جانچ کردہ غیر چھوٗت خون لینے پر اصرار کیا جائے۔

(3) ایچ.آئی.وی. مریض کے لیے استعمال میں لیے گئے اِنجیکشن کی سوئی، سرِنج، طبّی اوزار صحت مند فرد کے علاج کے لیے استعمال میں نہ لیے جائیں۔ ٹیکا لگانے کے پروگراموں میں یا ڈاکٹری جانچ میں بھی جراثیم سے پاک طبّی اوزار ہی استعمال میں لیے جائیں۔

(4) مختلف ذرائع ابلاغ اور ذرائع ترسیل کے ذریعہ اِس مرض کے بارے میں عوامی اور سماجی بیداری پیدا کریں۔ مثلاً ہر سال 1 دسمبر کا دِن ''عالمی ایڈز دِن'' کے طور پر منایا جاتا ہے۔

(5) ایچ.آئی.وی. پر قابو پانے کی دوا یا ٹیکا ایجاد کرنے کے لیے تحقیقات کرنا۔

اِس کے علاوہ ایڈز پر قابو پانے کے لیے حکومت کی کارگزاری قابلِ تعریف رہی ہے۔ بھارت کی حکومت کا شروع کیا ہوا نیشنل ایڈز کنٹرول پروگرام، 1992 میں قائم کیا گیا نیشنل ایڈز کنٹرول آرگنائزیشن (NACO) کے تحت ایچ.آئی.وی./ ایڈز کنٹرول پروگرام کی شروعات 35 ایڈز کنٹرول سوسائٹی کے معرفت کی گئی۔ ریاست کے شفاخانوں میں شروع کیے گئے طبّی مرکزوں کی وجہ سے ایڈز کو پھیلنے سے روکنے میں بڑی کامیابی حاصل ہوئی ہے۔

نشہ آور اشیاء کی لت کا مسئلہ

دُنیا کے ہر سماج کے انسان کی طرزِ زندگی کا مطالعہ کرنے کے بعد ایک بات واضح ہوتی ہے کہ ہر سماج میں ہر زمانے کے لوگ اُن اشیاء کا استعمال کرتے تھے کہ جس سے نااُمیدی، بے بسی اور ذہنی تناؤ کی مقدار کم ہوتی ہو، جن کو کھانے پینے سے ایک سُروری خوشی محسوس ہوتی ہو اور جس سے سُکھ-دُکھ کے احساس میں

اضافہ یا کمی ہوتی ہو۔ اِن اشیاء کے کھانے-پینے سے جو ذہنی احساس ہوتا ہے، اُن سے حسبِ ذیل پانچ قسم کے نفسی اثرات پیدا ہوتے ہیں اور یہ اثرات حاصل کرنے کے لیے ہی اِن اشیاء کا استعمال کرتا ہے۔ یہ پانچ اثرات حسبِ ذیل ہیں :

(1) تکلیف سے نجات-چھُٹکارا۔

(2) ناگوار اور تکلیف دہ افعال اور جذبات جیسا کہ پریشانی، بے صبری، اشتعال، تھکان وغیرہ میں کمی۔

(3) جسم میں قوت اور توانائی میں اضافہ اور نااُمیدی اور بے خوابی کی حالت کو دور کرنا۔

(4) حسّی بیداری اور احساسات کا حصول۔

(5) سر پر سے کام کا بوجھ ہلکا کرنا اور ہمیشہ خوشی کے جذبہ کو بیدار کرنا۔

عزیز طلبہ، اوپر بتائے گئے فریبی اثرات سے متاثر ہوکر نوجوان نشہ آور اشیاء کا استعمال کرتے ہیں۔ 1925 سے پہلے نشہ آور اشیاء کے استعمال کے لیے کوئی امتناعی قانون نہیں تھا؛ لیکن 1925 میں اقوامِ متّحدہ کے جنیوا ڈرگ کنونشن میں اِن نشا آور اشیاء کی عادت کے مُضر نتیجوں پر غور وخوض کیا گیا اور اقوامِ متّحدہ نے اپنے ممبر ممالک کو اِن اشیاء کی خرید وفروخت اور استعمال پر ممانعت نافذ کرنے کی درخواست کی۔ اقوامِ متحدہ کا ادارہ ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن WHO نے نشہ آور اشیاء کے عالمگیر مسئلہ کو قابو میں لانے کے لیے جو مہم چلائی تھی اُس کے نتیجہ میں دُنیا کے تمام ممالک میں نشہ آور اشیاء کی عادت کو ایک سماجی مسئلہ کے روپ میں دیکھا جاتا ہے اور اس مسئلہ پر قابو پانے اور اِسے ختم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

نشہ آور اشیاء

نشہ آور اشیاء کی لت کے معنی

ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن WHO کے ماہرین کی کمیٹی نے نشہ آور اشیاء کی تعریف بیان کرتے ہوئے وضاحت کی ہے کہ ''لت یعنی کسی قدرتی یا مصنوعی نشہ آور شئے یا چیز جس کا بار بار استعمال کرنے کی وجہ سے پیدا ہونے والی ایک طے شدہ وقت کی نشے کی حالت کہ جو اُس فرد اور سماج دونوں کے لیے مہلک ہوتی ہے۔ اِس میں نشہ آور اشیاء کا استعمال کرنے کی مسلسل اور ناگزیرضرورت، اُس کی مقدار بڑھانے کا رجحان اور اُن اشیاء پر جسمانی اور ذہنی انحصار وغیرہ باتیں شامل ہیں۔''

جھون اے بکلوسین - نشہ آور اشیاء کا استعمال خوش آئند اثر پیدا کرنے کے لیے یا دُکھ-دَرد سے دور رہنے کے لیے استعمال کی گئی کیمیاوی شئی کی جانب نفسی-جسمانی ردِّعمل ہے۔

نشہ آور اشیاء کی لت کی وجوہات :

نشہ آور اشیاء کی لت کے لیے کئی وجوہات ذمہ دار ہیں۔ اِن وجوہات کے بارے میں یہاں مختصر وضاحت حاصل کریں۔

(1) سماجی نظام میں تبدیلی :

سماجی تبدیلی سے مراد ہے سماجی ڈھانچہ میں واقع ہونے والا بدلاؤ۔ جب فرد بدلتے حالات کے ساتھ تال میل نہیں بٹھا سکتا تب وہ نشہ آور اشیاء کی طرف رجوع کرتا ہے۔ آج کی نوجوان نسل میں نشا آور اشیاء کی لت ایک فیشن ہوگئی ہے۔ اِن اشیاء کے استعمال سے وہ جدید ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اِس کے علاوہ آج نوجوان نسل ٹی.وی.، فلموں میں دکھائے جانے والے مناظر کی طرح اپنے آپ کو ڈھالنے کی کوشش کرتی ہے۔ اِن تمام طریقوں کی وجہ سے فرد کئی دفعہ اکیلا ہوگیا ہے یا اُس کا کوئی نہیں ایسا محسوس کرتا ہے۔ اپنے آپ سے اور سماج سے بے رُخی کے بعد ایسے افراد نشہ آور اشیاء کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اِس طرح سماجی بدلاؤ نشہ آور اشیاء کی لت کا ایک معاون عوامل ہے۔

(2) تہذیبی معیار میں انحراف :

تہذیبی معیاروں میں انحراف کی طرف نشان دہی کرنے والی صورتِ حال کو اینوئی کی حالت سے بھی پہچانا جاتا ہے۔ تہذیبی معیار، مقاصد اور اُسے حاصل کرنے کے ذرائع کے بیچ پھیلی ہوئی تناؤ کی حالت کی وجہ سے اینوئی کی حالت پیدا ہوتی ہے۔ کوہین اور جیمس لکھتے ہیں کہ کچھ افراد ایسے ہوتے ہیں جن میں اخلاقی معیار داخل ہو چکے ہوتے ہیں، لیکن ضروری صلاحیت کا فقدان ہوتا ہے، اُنھیں کوئی مجرمانہ کام ملتا نہیں ہے یا اُنہیں کوئی جارحانہ ماحول نہیں ملتا۔ اس دوہری ناکامی کو محسوس کرنے والے افراد نشہ آور اشیاء کی لت کی طرف مائل ہوتے ہیں۔

(3) فرد کا اپنے آپ سے یا سماج سے کٹ جانا :

جب فرد اپنے آپ یا سماج سے ایک قسم کی دوری محسوس کرے تب اُس حالت کو سماجی بے رخی کہا جاتا ہے۔ خاندان یا سماج کے دوسرے افراد کی حاضری میں بھی کچھ افراد ایسی دوری یا اکیلا پن محسوس کرتے ہیں۔ اپنے اِس اکیلے پن کے لیے وہ سماج یا سماجی حالات کو ذمہ دار مانتے ہیں۔ اپنے اِس اکیلے پن یا تنہائی کو دور کرنے کے لیے افراد نشہ آور اشیاء کا سہارا لیتے ہیں۔ اِس قسم کی نشہ آور اشیاء کے عادی سماج مخالف یا ملک مخالف بن جاتے ہیں۔

(4) دوست گروہ یا ہم عمر گروہ کا دباؤ :

دوست گروہ یا ہم عمر گروہ ایسے ابتدائی گروہ ہیں جن کا اثر فرد کے برتاؤ پر سب سے زیادہ ہوتا ہے۔ اِس گروہ کے افراد نشہ آور اشیاء کے عادی ہوں تو گروہ میں شامل فرد دوستوں یا ہم عمر افراد کے نشہ آور اشیاء کے استعمال کے لیے اِصرار کے دباؤ میں آ کر نشہ آور اشیاء کا استعمال کرتا ہے۔ اِس طرح نشہ آور اشیاء کا استعمال کا مقصد صرف اور صرف اس قسم کے گروہوں میں قبولیت پانا ہوتا ہے۔ اِس لیے دوستوں اور ہم عمروں کے دباؤ کا انکار نہیں کر سکتا اور ہمیشہ کے لیے نشہ آور اشیاء کا عادی بن جاتا ہے۔

(5) تجسّس اور جہالت :

کئی مرتبہ فرد اِس بات سے بے خبر ہوتا ہے کہ نشہ آور اشیاء کا استعمال کرنے سے کیا اثر پڑے گا، تو کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ نشہ آور اشیاء کے عادی کا تجربہ سُن کر اپنے دِل میں بھی اُس طرح کا تجربہ کرنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ نشہ آور اشیاء کن چیزوں سے بنی ہوئی ہیں، ان کا استعمال جسم کو کیا نقصان پہنچائے گا وغیرہ چیزوں سے بے خبر ہونے کے باوجود صرف آزمائش کے خاطر وہ نشہ آور اشیاء کا استعمال کرتا ہے، لیکن ایک مرتبہ اِن اشیاء کا استعمال کرنے سے ہمیشہ کے لیے اِس کی لت پڑ جاتی ہے۔ اِس طرح، کئی مرتبہ اِس قسم کا تجسّس نشہ آور اشیاء کی لت کی وجہ بنتا ہے۔

(6) صنعت کاری اور شہر کاری :

صنعت کاری کی وجہ سے ہونے والی ہجرت شہر کاری کے عمل کو بڑھاتی ہے۔ کارخانوں میں کام کرنے والے فرد کو مسلسل ایک طرح کا کام پورے دِن کرنا ہوتا ہے۔ مسلسل ایک طرح کا کام اور ماحول فرد کو اپنے آپ سے اور سماج سے بے رُخا بناتا ہے۔ بہت زیادہ محنت کی وجہ سے پورے دن کی تھکاوٹ کو کم کرنے کے لیے فرد نشا آور اشیاء کے استعمال کا راستہ اختیار کرتا ہے۔ دوسری طرف شہر کاری کے حالات ایسے عادی لوگوں کو کھلا میدان فراہم کرتے ہیں۔ شہر میں مجھے کون پہچانتا ہے؟ کا خیال مجرمانہ روش کو چھپا سکنے کے بے شمار مواقع، غیر سلامتی جیسے حالات فرد کو نشہ آور اشیاء کی لت کی طرف لے جاتے ہیں۔

(7) معاشی حالات :

کام کرنے کی مضبوط خواہش ہونے کے باوجود فرد کو کام نہ ملے تب فرد احساسِ کمتری میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ ایسی بے کاری کی وجہ سے فرد خود کی معاشی ضرورتیں پوری نہیں کر سکتا اور اِس کے لیے اُسے دوسرے پر منحصر رہنا پڑتا ہے۔ بیکاری کی وجہ سے اُس کے اندر نااُمیدی اور بے بسی جیسے ذہنی اثرات سے چھٹکارا پانے کے لیے وہ نشہ آور اشیاء کی طرف مڑتا ہے۔ اِس کے علاوہ، سماج میں ایسے بھی افراد ہوتے ہیں جنھیں کام تو میسّر آتا ہے؛ لیکن اُس کے عوض انھیں بہت قلیل اُجرت ملتی ہے۔ ایسی صورت حال اُن کے لیے نااُمیدی پیدا کرنے والے ہوتی ہے؛ اِس لیے کئی مرتبہ وہ نشہ آور اشیاء کے عادی ہو جاتے ہیں۔

بیکاری اور قلیل اُجرت کی حالت سے خاندان کی خوش حالی کی حالت مختلف ہے۔ معاشی لحاظ سے خوش حال خاندان کے بچے اپنے شوق پورے کرنے کے لیے مہنگی سے مہنگی نشہ آور اشیاء کا استعمال کرتے ہیں۔ اخبارات میں شائع ہونے والی خبریں اِس بات کی گواہی دیتی ہیں۔

(8) بھارت کا جغرافیائی مقام :

نشہ آور اشیاء کی غیر قانونی نقل وحرکت کے لحاظ سے بھارت کا جغرافیائی مقام خاص اہمیت رکھتا ہے۔ بھارت کی سرحد پر واقع پنجاب، راجستھان، آندھر پردیش، ناگالینڈ، منی پوُر، بہار جیسی ریاستوں میں اِن اشیاء کی غیر قانونی نقل وحرکت کا کاروبار پھولا پھلا ہے۔ علاوہ اس کے، دوسرے ممالک کو نشہ آور اشیاء فراہم کرنے میں بھی بھارت جغرافیائی لحاظ سے وسیلہ بنتا ہے۔ تو دوسری طرف اِن اشیاء کی نقل وحرکت کرنے والے ایجنٹ، پھیری والے جیسے سماج دشمن عناصر کے ذریعہ بھارت کے شہروں اور مہانگروں میں نشہ آور اشیاء منصوبہ بند طریقہ سے سرایت کی جاتی ہیں۔ اِن سب کا نتیجہ یہ آتا ہے کہ بھارت میں نوجوان نسل اِن اشیاء کی چُنگل میں پھنستی ہے اور اِس کی سماجی زندگی برباد ہوتی ہے۔

(9) بین الاقوامی سیاست :

بھارت ایک ترقی پذیر ملک ہے۔ بھارت کی ترقی کئی ترقی یافتہ ممالک اور دشمن ممالک کو ایک آنکھ نہیں بھاتی۔ اِس لیے بین الاقوامی سطح پر کھیلے جانے والے سیاسی کھیل میں بھارت میں نشہ آور اشیاء کی لت کے مسئلہ کو شدید بنانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ بھارت معاشی لحاظ سے برباد ہو، اُس کی فوجی توانائی کم ہو، وسیع نوجوان طبقہ اِن اشیاء کے استعمال کی طرف راغب ہو، ترقی کی رفتار رُک جائے، جیسے کئی عوامل میں بین الاقوامی سیاست کے رنگ کی آمیزش ہوتی ہے جو نشہ آور اشیاء کی لت کے مسئلہ کے لیے ذمہ دار ہوتی ہیں۔

اِس طرح نشہ آور اشیاء کی لت کا مسئلہ فرد کی شخصی، خاندانی اور معاشی زندگی پر اور صحت پر منفی اثر ڈالتا ہے۔ اِس لیے اِس کا حل نکالنا ضروری ہے۔

نشہ آور اشیاء کی لت کے مسئلہ کو حل کرنے کی تدابیر

عزیز طلبہ، مندرجہ بالا وجوہات دیکھ کر آپ کو سمجھ میں آگیا ہوگا کہ فرد، سماج اور ملک میں نشہ آور اشیاء کے مسئلے سے کیسی تخریبی صورت حال پیدا ہوتی ہے۔ اگر اِس مسئلہ پر قابو حاصل نہ کیا جائے یا اِن کی نقل وحرکت پر ممانعت نافذ نہ کی جائے تو سماج اور ملک کو اِس کے مہلک نتائج کا سامنا کرنے کے لیے تیار رہنا پڑتا ہے۔

یہاں ہم اس مسئلہ پر قابو پانے کی کچھ تدبیروں کے بارے میں سمجھ حاصل کریں۔

(1) نشہ آور اشیاء کے استعمال کو ممنوع قرار دینے والے قوانین :

نشہ آور اشیاء کے مسائل کی روک تھام کے لیے وقتاً فوقتاً کچھ اہم قوائد وضع کیے گئے ہیں :

- 1930 میں ڈینجرس ڈرگز ایکٹ بنایا گیا، جو نشہ آور اشیاء کے تمام سلسلوں پر قابو کرنے کے لیے تفصیلی قانونی ضابطہ فراہم کرنے والا قانون تھا۔
- بومبے پروہبیشن ایکٹ-1949 کی کچھ دفعات کے تحت شراب بنانے، شراب کی بھٹّی بنانے، شراب فروشی، نشہ آور اشیاء کی درآمد، برآمد، نقل وحرکت، فروخت، پیداوار وغیرہ پر؛ تاڑی، افیون، چرس وغیرہ تیار کرنے اور فروخت کرنے وغیرہ پر ممانعت کی گئی ہے۔
- 1961 کے سِنگل کنوینشن قانون کے تحت طبّی اور سائنسی استعمال کے لیے خش خش کے پودوں کی کھیتی اور افیون کی پیداوار پر سخت قانون نافذ کیے گئے۔
- 1978 میں دھ اوپیم ایکٹ کے تحت افیون کی غیر قانونی پیداوار، نقل وحرکت، افیون رکھنے، ذخیرہ اور تقسیم کرنے اور فروخت کرنے پر اور اُس سے منسلک کاموں کے حوالے سے قانونی ضابطے نافذ کیے گئے تھے۔
- 1985 میں دھ نارکوٹِک ڈرَگز اینڈ سائیکوٹروپک سَبسٹَنسِس ایکٹ تیار کیا گیا۔ یہ قانون نشہ آور اشیاء کی کھیتی کرنے کی ممانعت کرتا ہے۔ یہ قانون کوئی بھی نشہ آور اشیاء کی پیداوار، فروخت، رکھنے، خریدنے، نقل وحرکت، ذخیرہ کرنے، استعمال کرنے، درآمد اور برآمد کی ممانعت کرتا ہے۔ اِس قانون کی خلاف ورزی پر 10 سال قیدِ بامشقّت ہے جو 20 سال تک بڑھائی جاسکتی ہے۔ اور اِس قانون کے تحت 1 لاکھ روپے کا جُرمانہ 2 لاکھ روپے تک بڑھایا جاسکتا ہے۔

(2) معالجی اقدام :

ماروا ہ کمیٹی نے مختلف معالجی اقدام سُجھائے ہیں جو حسبِ ذیل ہیں :

- قومی ترقیاتی اسکیموں کے ساتھ جڑی ہوئی ایسی شراب نوشی اور نشہ آور دوائیوں کے غلط استعمال مخالف تعلیمی اسکیم تیار کرنا۔
- طلبہ، نوجوان، مزدور، مہاجرین، آدی باسی وغیرہ کو اِس سلسلے میں تعلیم دینا۔
- نشہ سے آزادی کے مراکز قائم کرنا اور شراب نوشی اور نشہ آور دوائیوں کی لت کے مسئلہ سے متعلق کمیٹی بنانا۔
- آبادی کے مختلف گروہوں میں نشہ آور اشیاء اور شراب نوشی سے متعلق رجحان اور مسئلہ کے انسداد کے اقدام کا مسلسل جائزہ کرنا۔

اِس کے علاوہ بھارت سرکار کے نارکوٹِک کنٹرول بیؤرو کے تیار کردہ ایکشن پلان میں مسئلہ کے انسداد کے لیے اُس میں خاص طور سے غیر سرکاری اداروں کی خدمات، عادی افراد کی بازآبادکاری، عوامی بیداری اور عوامی صحت بیداری، نوجوانوں میں شراب اور ڈرگ طلبی میں کمی لانا اور اِس برائی سے نوجوانوں کو واقف کرنا وغیرہ اقدام شامل ہیں۔

عزیز طلبہ، اِس سبق میں آپ نے سماجی مسائل کے معنی اور خصوصیات کے بارے میں معلومات حاصل کرکے بھارت میں مروّج غیر یکساں جنسی تناسب، ایڈز اور نشہ آور اشیاء کی لت کی وجوہات، منفی اثرات اور اُسے حل کرنے کی تدبیروں کے بارے میں معلومات حاصل کی۔ سماجی مسائل کے اِس سائنسی رجحان سے آپ کے اطراف کی دُنیا میں مروّجہ سماجی مسائل کو دیکھنے۔سمجھنے کا آپ کا نظریہ بدلا ہوگا۔

عزیز طلبہ، درجۂ 12 کے عمرانیات موضوع کی اِس درسی کتاب میں سبق 1 سے 10 تک کے نصاب میں بھارتی سماجی زندگی سے متعلق تمام پہلوؤں کو شامل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ سماجی-تہذیبی تنوع بھارت کی اپنی الگ پہچان ہے۔ بھارت کی اپنی الگ پہچان جیسے کہ سماجی-تہذیبی تنوع کا تعارف اور عورتوں کی اختیارکاری، تہذیب کاری، مغربیت کا عمل، لبرالائزیشن، مختلف سماجی تحریکیں اور ذرائع ابلاغ کے سماجی اثرات جیسے عصری دھاروں کی سمجھ دینے والی یہ درسی کتاب آپ کی سماجیاتی معلومات میں اضافہ کرنے والی ثابت ہوگی۔

مشق

.1 ذیل کے سوالات کے تفصیل سے جواب لکھیے :

(1) غیر یکساں جنسی تناسب کی وجوہات بیان کیجیے۔

(2) ایڈز کی وجوہات کا تجزیہ کیجیے۔

(3) نشہ آور اشیاء کی لت کی وجوہات کی تفصیل سے وضاحت کیجیے۔

(4) ''ایڈز - ایک سماجی مسئلہ ہے'' بیان کی سچائی کی جانچ کیجیے۔

.2 ذیل کے سوالوں کے بانکات جواب لکھیے :

(1) سماجی مسئلہ کی خصوصیات۔

(2) غیر یکساں جنسی تناسب کے مسئلہ کے منفی اثرات بیان کیجیے۔

(3) غیر یکساں جنسی تناسب کے مسئلہ کو روکا جاسکتا ہے۔ وضاحت کیجیے۔

(4) ایڈز پر کس طرح قابو پایا جاسکتا ہے؟ وضاحت کیجیے۔

(5) نشہ آور اشیاء کی لت کے مسئلہ کو حل کرنے کے معالجی اقدام بیان کیجیے۔

.3 ذیل کے سوالوں کے مختصر جواب دیجیے :

(1) سماجی مسئلہ کی تعریف بیان کیجیے۔

(2) غیر یکساں جنسی تناسب سے کیا مراد ہے؟

(3) ایڈز کا پورا نام بتایئے۔

(4) نشہ آور اشیاء کی لت کے معنی واضح کیجیے۔

4. ذیل کے سوالوں کے جواب ایک جملہ میں دیجیے۔

(1) سماجی مسئلہ کب پیدا ہوتا ہے؟

(2) 2011 کی مردم شماری کے مطابق گجرات میں جنسی تناسب بتایئے۔

(3) مادہ جنین قتل کسے کہتے ہیں۔

(4) اونر کیلینگ کسے کہتے ہیں؟

(5) HIV لفظ کے پورے معنی لکھیے۔

5. ذیل کے ہر سوال میں دیے ہوئے متبادل میں سے مناسب متبادل پسند کر کے صحیح جواب دیجیے:

(1) سال 2011 میں بھارت میں عورتوں کا تناسب .... ☐

(الف) 920 (ب) 930 (ج) 940 (د) 950

(2) ایڈز کا مسئلہ میں بھارت دُنیا میں کون سا مقام رکھتا ہے؟ ☐

(الف) دوسرا (ب) تیسرا (ج) چوتھا (د) پانچواں

(3) ایڈز کا پہلا مریض کہاں پایا گیا تھا؟ ☐

(الف) بھارت (ب) انگلستان (ج) جاپان (د) امریکہ

(4) ''عالمی ایڈز دِن'' کب منایا جاتا ہے؟ ☐

(الف) 1 دسمبر (ب) 11 دسمبر (ج) 1 اکتوبر (د) 11 ستمبر

(5) بومبے پروہیبیشن ایکٹ کب بنایا گیا؟ ☐

(الف) 1947 (ب) 1948 (ج) 1949 (د) 1950

سرگرمی

- آپ کے علاقے میں پائے جانے والے سماجی مسئلوں کی فہرست تیار کیجیے۔
- غیر یکساں جنسی تناسب کے تصور کو آپ کے سماج کے حوالے سے جانچ کر رپورٹ تیار کیجیے۔
- ایڈز کو روکنے کی تدبیروں کے بارے میں بحث ومباحثہ کا اہتمام کیجیے۔
- آپ کے علاقہ میں نوجوانوں میں پائی جانے والی نشہ کی لت کا معائنہ کر کے نشا آور اشیاء کا پھیلاؤ کی رپورٹ تیار کیجیے۔
- نشہ آور اشیاء کے اثرات کے بارے میں گروپ بحث کیجیے۔

ضمیمہ-1
بھارت میں زن-مرد کا جنسی تناسب (2011)

نمبر	ریاست/مرکزی حکومت کے علاقے	جنسی تناسب
	بھارت	**940**
1.	کیرلا	1084
2.	پانڈی چیری	1038
3.	تمل ناڈو	995
4.	آندھر پردیش	992
5.	چھتیس گڑھ	991
6.	منی پور	987
7.	میگھالیہ	986
8.	اوڈیشا	978
9.	میزورَم	975
10.	ہماچل پردیش	974
11.	کرناٹک	968
12.	گوا	968
13.	اُتراکھنڈ	963
14.	تری پورا	961
15.	اَسم	954
16.	مغربی بنگال	947
17.	جھارکھنڈ	947
18.	لکش دوِیپ	946
19.	ناگالینڈ	931
20.	مدھیہ پردیش	930
21.	راجستھان	926
22.	مہاراشٹر	925
23	اروناچل پردیش	920
24.	گجرات	918
25.	بہار	916
26.	اُتّر پردیش	908
27.	پنجاب	893
28.	سِکّیم	889
29.	جمّوں-کشمیر	883
30.	انداماں-نِکو بار	878
31.	ہریانہ	877
32.	دہلی	866
33.	چنڈی گڑھ	777
34.	دادرا اور نگر حویلی	775
35.	دمن اور دیو	618

(حوالہ : مردم شماری، بھارت 2011)

ضمیمہ-2

بھارت میں ریاست وار درجِ فہرست قبائلی آبادی (2011)

نمبر	ریاست/مرکزی حکومت کا علاقہ	کل آبادی	قبائلی آبادی	کل آبادی کا فیصد
1.	جموں اور کشمیر	12548926	1493299	11.89
2.	ہماچل پردیش	6856509	392126	5.72
3.	پنجاب	27704236	0	0
4.	چنڈی گڑھ	1054686	0	0
5.	اُترانچل	10116752	291903	2.88
6.	ہریانہ	25353081	0	0
7.	دہلی	16753235	0	0
8.	راجستھان	68621012	9238534	13.46
9.	اُتر پردیش	199581477	1134273	0.57
10.	بہار	103804637	1336573	1.29
11.	سِکّیم	607688	206360	33.96
12.	اروناچل پردیش	1382611	951821	68.84
13.	ناگالینڈ	1980602	1710973	86.39
14.	منی پور	2855794	902740	31.61
15.	میزورم	1091014	1036115	94.97
16.	تری پورا	3671032	1166813	31.78
17.	میگھالیہ	2964007	2555861	86.23
18.	اَسم	31169272	3884371	12.46
19.	مغربی بنگال	91347736	5296953	5.79
20.	جھارکھنڈ	32966238	8645042	26.22

نمبر	ریاست/مرکزی حکومت کا علاقہ	کل آبادی	قبائلی آبادی	کل آبادی کا فیصد
21.	اوڈیشا	41947358	9590756	22.86
22.	چھتیس گڑھ	25540196	7822902	30.63
23.	مدھیہ پردیش	72597565	15316784	21.09
24.	گجرات	60439692	8917174	14.75
25.	دمن اور دیو	242911	15363	6.32
26.	دادرا اور نگر حویلی	342853	178564	52.08
27.	مہاراشٹر	112372972	10510213	9.35
28.	آندھر پردیش	84665533	5918073	6.98
29.	کرناٹک	61130704	4248987	6.95
30.	گوا	1457723	149275	10.24
31.	لکش دیپ	64429	61120	94.86
32.	کیرلا	33387677	484839	1.45
33.	تمِل ناڈو	72138958	794697	1.1
34.	پونڈی چیری	1244464	0	0
35.	انداماں-نِکوبار	379944	28530	7.51
	بھارت	**1210854977**	**104281034**	**8.61**

(حوالہ : بھارت کی مردم شماری 2011)

ضمیمہ-3

گجرات میں ضلع وار درجِ فہرست قبائلی آبادی (2011)

نمبر	ضلع کا نام	کل آبادی	قبائلی آبادی	کل قبائلی آبادی کا فیصد
1.	کچھ	2092371	24228	1.16
2.	بناس کانٹھا	3120506	284155	9.11
3.	پاٹن	1343734	13303	0.99
4.	مہسانہ	2035064	9392	0.46
5.	سابرکانٹھا	2428589	542156	22.32
6.	گاندھی نگر	1391573	18204	1.31
7.	احمد آباد	7214225	89138	1.24
8.	سُریندرنگر	1756268	21453	1.22
9.	راجکوٹ	3804558	24017	0.63
10.	جام نگر	2160119	24187	1.12
11.	پوربندر	585449	13039	2.23
12.	جوناگڑھ	2743082	55571	2.03
13.	امریلی	1514190	7322	0.48
14.	بھاونگر	2880365	9110	0.32
15.	آنند	2092745	24824	1.19
16.	کھیڑا	2299885	40336	1.75
17.	پنچ مہال	2390776	721604	30.18
18.	داہود	2127086	1580850	74.32
19.	وڈودرا	4165626	1149901	27.6

کل قبائلی آبادی کا فیصد	قبائلی آبادی	کل آبادی	ضلع کا نام	نمبر
81.55	481392	590297	نرمدا	20.
31.48	488194	1551019	بھروچ	21.
94.65	216073	228291	ڈانگ	22.
48.11	639659	1329672	نوساری	23.
52.93	902794	1705678	ولساڈ	24.
14.09	856952	6081322	سؤرت	25.
84.18	679320	807022	تاپی	26.
14.75	**8917174**	**90439692**	**گجرات**	

(حوالہ : گجرات کی مردم شماری 2011)